www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

08/مارچ 2013ء جمعۃ المبارک مطابق 25 ربیع ثانی ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 09

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

کتھَن سِیوٕ ہ کریَم صاحِبَس
وُچھتہٕ خامَسٕ میٚہ کوٚت ژلو
بانگ بوٗزم صُبحس تہٕ شامَس
سوے بوٗزِتھ پوٚکُس ہوٚلو

میں نے باتوں سے ہی خدمت گزاری کرنا چاہی لیکن میری عملی خامیوں کو دیکھ کر وہ مجھ سے بھاگ گیا۔ میں نے صبح وشام اذان سُنی، لیکن اذان سن کر بھی مسجد کے بجائے دوسرا راستہ اختیار کیا اور غلط راہ چل پڑا۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

جِنسی بے راہ روی۔ایک چیلنج

ڈاکٹر محمد آفتاب خان

موجودہ زمانے میں فحاشی اور جنسی بے راہ روی کے جس طوفان نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اب وہ ہمارے دروازے پر ہی دستک نہیں دے رہا بلکہ ہمارے گھروں کے اندر بھی داخل ہو چکا ہے، ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ اور دیگر مخرب اخلاق پرنٹ میڈیا کے ذریعے ہماری نوجوان نسل جس انداز میں اس کا اثر قبول کر رہی ہے اس کے پیش نظر یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ ہم بھی یورپ اور امریکہ کے نقش قدم پر نہایت تیزی کے ساتھ چلے جارہے ہیں جس پر وہ عیسائی مذہبی رہنماؤں کی غلط تعلیمات ونظریات کے نتیجے میں آج سے ایک ڈیڑھ صدی قبل رواں دواں ہوئے تھے، امریکہ اور یورپ اس جنسی بے راہ روی کی وجہ سے بن بیاہی ماؤں، طلاقوں کی بھر مار، خاندانی نظام کی تباہی اور جنسی امراض بالخصوص ایڈز کی وجہ سے تباہی کے دھانے پر کھڑے ہیں، کیا مسلمان بھی انہیں نتائج سے دوچار ہونا چاہتے ہیں؟ یہ اور اس قسم کے چند سوالات ہیں جنہوں نے سوچنے سمجھنے والے طبقے کو پریشان کیا ہوا ہے۔ اس کا علاج ایک طرف امریکہ یورپ اور اقوام متحدہ کی جانب سے مختلف غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے مسلمانوں کو اسی رنگ میں رنگنے کے لیے کوششوں سے ہو رہا ہے۔ تاہم اس کا دوسرا یقینی اور قابل اعتماد حل وہ ہے جو ہمیں قرآن اور اسلامی تعلیمات کے ذریعے دیا گیا تھا، جسے نظر انداز کرنے اور بھلانے سے ہم آج اس دوراہے پر کھڑے ہیں، زیر نظر مضمون میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کی گئی ہے۔

جنرل (ر) عبدالقیوم لکھتے ہیں کہ "مغرب کا نعرہ "آزادی" وہ آزادی ہے جس کو ساری مہذب دنیا مادر پدر آزادی کہتی ہے، اس آزادی کا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کی جواں سال بیٹیاں یا بیٹے بے شک بغیر شادی کے اپنے جوڑے چن لیں، حتی کہ ناجائز بچے بھی پیدا کرلیں تو ماں باپ کو یہ حق نہیں کہ وہ ان سے کوئی سوال بھی کرسکیں، کیبل پر انتہائی واہیات پروگرام دیکھ کر اب ٹیلی ویژن پر شرم وحیا سے عاری اشتہار بھی مہذب لگنے لگے ہیں، موبائل ٹیلی فون، انٹرنیٹ اور کیبل نیٹ ورکنگ کے غلط استعمال سے ہماری نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے۔

اٹھارھویں صدی عیسوی یورپ کی عورتوں کے لیے بالخصوص اور تمام دنیا کی عورتوں کے لیے بالعموم ایک ایسی بدقسمت صدی ثابت ہوئی جس کے مسائل اور آلام ومصائب سے انسانیت آج تک بلبلا رہی ہے، اور نہ معلوم کتنے عرصے تک اسے اس کے برے اثرات کا سامنا کرنا پڑے۔ ۱۷۶۰ء کی دہائی سے شروع ہونے والے صنعتی انقلاب کی وجہ سے دیہاتوں سے شہروں کی جانب آبادی کے بہاؤ کے نتیجے میں یورپ کے بڑے بڑے شہر تو آباد ہو گئے لیکن اس کی وجہ سے یورپین خاندانی اور معاشرتی ڈھانچا زیروزبر ہو گیا، بعد ازاں جنگ عظیم اول اور دوم کی وجہ سے مرد وعورت کے تناسب میں ایک ایسا تفاوت پیدا ہو گیا جس کے نتیجے میں جنسی وصنفی انارکی کا ایک طوفان بے محابہ اٹھ کھڑا ہوا، عورتوں کو اپنے خاندان کے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے نہایت قلیل معاوضے پر طویل دورانئے کے لیے کام کرنا پڑا، سرمایہ دار نے ان کی محنت کا ہی استحصال نہیں کیا بلکہ ان کی عزت وعصمت کا بھی سودا کرلیا۔

عورت گھر سے باہر نکلی تو دنیا کے تقاضے مختلف پائے، اب اس کے سامنے دو راستے تھے، ایک تو یہ کہ گھر واپس لوٹ جائے، مگر اس صورت میں سہولیات سے محرومی نظر آتی تھی، دوسری راہ اس سے بالکل متضاد تھی کہ وہ مرد کے ساتھ مسابقانہ اصول کے تحت اپنی نسوانیت کو خیرباد کہتے ہوئے شرم وحیا کو بھی بالائے طاق رکھے اور مرد کی ہوس کا شکار ہوتی رہے، یہ راہ جنسی بے راہ روی کے اس میدان تک لے گئی جہاں عورت اب ماں، بہن، بیوی یا بیٹی نہیں رہی تھی بلکہ جنسی کشش اور دعوت کا نمونہ بن گئی، انہیں حالات میں اس کے اندر پیدا ہونے والی سوچ نے ایک ردعمل کو جنم دیا جو بتدریج بڑھتا ہوا احتجاجی مظاہروں، جلسے جلوسوں اور تشہیری مہم کے ذریعے اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ نتیجتاً عورتوں کو مردوں کے برابر معاوضے کا حق مل گیا۔

بات یہیں تک رک جاتی تو گوارا تھا، عورت گھر سے باہر نکلی، کام اور معاوضے کا حق تسلیم کیا گیا ہر سطح پر برابری ملنے لگی تو بالآخر معاملہ نسوانی تحریکوں کے ایک چونکا دینے والے مرحلے میں داخل ہو گیا۔ عورتوں نے شادی کے ادارے ہی کو چیلنج کردیا، ان کے خیال میں شادی اور خاندان کا ادارہ عورت کو محکوم بنانے کی، مردانہ سازش تھی، اس 'سازش' کے خلاف 'جنگ' یوں جیتی جاسکتی تھی کہ عورت بیوی اور ماں بننے کے لیے خودمختارانہ فیصلے کرنے کی اہل ہو، یوں سمجھئے کہ گیند اب ایک ڈھلوان سڑک پر تھی جو آگے ہی آگے چلی جارہی تھی، عورتوں نے جنس کے فطری تقاضے کی تسکین کے لیے ازدواجی حدود کو یکسر مسترد کردیا، اور ایک نیا نعرہ بلند ہوا کہ "عورت کا جسم اس کی اپنی ملکیت ہے جس پر کسی دوسرے کا کوئی اختیار نہیں"۔ مردوں کے لیے یہ امر خوش کن تھا، عورت اور مرد دونوں اپنے اپنے گمان میں مسرور اور مطمئن ہو گئے۔ لیکن اس کی کس قدر قیمت طبقۂ نسواں اور انسانیت کو ادا کرنی پڑی اس کا ابھی تک مکمل شعور انسان کو نہیں ہو سکا۔

اٹھارھویں صدی میں چرچ اور سائنس کے درمیان جو جنگ لڑی گئی اس میں چرچ کے غیر عقلی اور غیر منطقی طرز عمل سے اس کا دائرہ عمل یورپ کی سوشل زندگی اور بالآخر ریاست کے دائرہ کار سے بالکل علیحدہ ہو گیا، انقلاب فرانس اور مارٹن لوتھر کے ذریعے الحادی نظام کو جڑ پکڑنے کا موقع ملا اور یوں چرچ نے خود اپنے آپ کو ویٹی کن سٹی (روم) کی چاردیواری تک محدود کرلیا، مزید برآں عیسائیت کو دیگر تمام الہامی مذاہب کے برابر گردانتے ہوئے یورپی مفکرین نے تمام مذاہب بشمول اسلام کو بھی خدا اور انسان کے درمیان ایک پرائیویٹ تعلق کی حد تک محدود کرنے کا پرچار شروع کیا، جس سے موجودہ زمانے کے مسلمان بھی اس تصور کے قائل ہو گئے جس کے نتائج بد سے آج انسانیت کراہ رہی ہے۔

موجودہ زمانے میں عورتوں کی عزت واحترام کے کھو جانے کی وجہ سے عورت، مردوں کے ہاتھوں جنسی شہوت اور لذت کے حصول کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، یورپ، امریکہ اور ہندوستان کی عریاں فلم ساز صنعت (Pornographic Industry) اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

جنسیت کا موضوع، انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کی حدود اخلاق، تہذیب وثقافت سے ملتی ہیں، اور قانون کے علاوہ معاشرتی آداب اور طور طریقوں سے بھی، اگرچہ جنسیت ایک انسانی جبلت ہے تاہم نکاح کے نتیجے میں بچوں کی پیدائش کے ذریعے انسانی معاشرے کی بقا اور ترقی کا انحصار بھی اس امر پر ہے کہ اس جبلت کو کس طرح ایک ضابطے کے تحت رکھا جائے، اس کا اظہار کس طریق پر ہونا چاہئے، اور اس سے کس حد تک استفادہ یا اجتناب کرنا ضروری ہے، تاریخ انسانی سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب اور جس جگہ جنسیت اس قدر عام ہو جاتی ہے جیسا کہ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں، تو بلاشبہ وہاں معاشرے اور قوم کو اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، یونان، روم، ہندوستان، نیز قدیم مصری تہذیبوں کا خاتمہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ان ممالک میں انصاف کم یاب، طبقاتی تفریق ایک حقیقت اور جنسیت بے لگام ہو گئی تھی، پھر قانون الٰہی کے مطابق وہ اقوام بالآخر نیست و //بقیہ صفحہ 7 پر......//

www.khanqah.in

بُرائیوں کے خاتمہ کیلئے پردَہ ضروری

آج کل نہایت ہی خطرناک مرض اورلاعلاج جنسی مرض ایڈز کیخلاف عالمی پیمانے پرمہم چھڑی ہوئی ہے،اوراقوام متحدہ کےایک اہم ادارے یونی سیف کےزیراہتمام لوگوں کواس بیماری سےباخبر کرنے اوراس سے نجات دلانے والی تدبیروں کوعام کرنے اور اس کےنقصانات سےلوگوں کوواقف کرانے کیلئے اخبارات میں کالم لکھے جارہے ہیں، اشتہارات شائع ہورہے ہیں،لیکن اگرغور سے دیکھا جائےتوان تمام ترکوششوں کاحاصل اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ آدمی ہانڈی پکانے کی نیت سےاس کے نیچےآگ جلائے اور جب اس ہانڈی میں اُبال آجائےاوروہ اپنے جوش وحرارت سے ماحول کومتاثر کرنے لگے تووہ شخص اس کےاُبال کواوپر سے دباکر طاقت کے بل بوتے پرروکنے کی ناکام کوشش کرے یامثلاًایک شخص آگ جلانے کیلئےلکڑیاں اکٹھی کرےاورآگ جلائےاورجب آگ کےشعلے بھڑک اُٹھیں بلندی کوچھونے لگیں تووہ ان شعلوں پرقابوپانے کیلئے انکو اوپر سے دبانے لگے،اب ظاہر ہے کہ اس طرح سے ابال کوروکنے والا اورآگ کے بلند شعلوں پر پابندی لگانے والا اپنے مقصد میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا بلکہ اسے نقصان اُٹھانے کازیادہ اندیشہ ہے، بالکل یہی مثال ان ایڈز کے خلاف مہم چھیڑنے والوں کی ہے کیونکہ یہ حضرات ہی اس لاعلاج جنسی مرض کوپیداہونے کی راہ فراہم کرنے والے ہیں،اور اب اس کےاصل اسباب پربندلگائےبغیراس کومٹانےکاڈھنڈوراپیٹ کراس کوپنپنےاورپورےعالم میں پھیلنےکی راہ ہموارکررہے ہیں، کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اگرکسی چیز کےصحیح اسباب سےصرفِ نظر کرلی جائےتولاکھ کوششوں اورہزارہاپلاننگ کےباوجود بھی اس میں کامیابی نہیں مل سکتی لہٰذا یہ لوگ بھی اپنےمقصد میں کسی طرح بھی کامیابی سےہم کنارنہیں ہوسکتے۔

ان لوگوں کے طریقہ کار سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اپنے وعدےاورعمل میں مخلص نہیں ہیں، اگرواقعی یہ لوگ اپنے ارادے میں سچےاورعمل میں مخلص ہیں توان کو چاہیے کہ اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات کامطالعہ کریں اوراس کی روشنی میں اس بیماری کےاسباب وعوامل کاپتہ لگاکران پربندلگائیں تبھی اس مصیبت سےنجات حاصل ہوسکتی ہے،اسلامی تعلیمات کواپنائےبغیراس بیماری کےخاتمہ کاخواب دیکھناایک لایعنی اوربیکار کوشش ہے،اسلام ہی ایک ایساسچااوربرحق مذہب ہے جوہرموڑ پرانسانیت کی مکمل رہنمائی کرتاہےاورکسی بھی معاملہ میں انسانیت کےتئیں خیرخواہانہ پہلوکونظرانداز نہیں کرتا اورآج اگرکہاجائےتوغلط نہ ہوگاکہ اس زمانے میں یہ فحش کاری اوربدکاری، بدچلنی اوربے حیائی پھیلتی جارہی ہے، یہ سب اسلام مخالف تعلیمات ہی کی پیروی کانتیجہ ہے،اوراسی اسلام مخالف مغربی تعلیمات وتربیت کی دین ہے کہ آج دُنیامیں ایڈز جیسے لاعلاج جنسی امراض پھیلتے جارہے ہیں،اگراسلامی تعلیمات پرمکمل طریقے سےعمل کیاجاتااوران کو اپنایاجاتاتویہ نوبت ہی نہ آتی کیونکہ مذہب اسلام ہربُرائی کےاصل منبع اورسرچشمہ ہی پربند لگاتا ہے، جب اسلام دُنیامیں آیاتواس نےعورت اورمرد کےآزادانہ اختلاط اوربےحجابانہ میل ملاپ پرسخت پابندی لگادی اوراس کوبالکل ممنوع قراردیااسی طرح اجنبی مرداورعورت کےدرمیان باہمی میلان اورمحبت کے پیداکرنے والے راستے کوپردہ کاحکم نازل فرماکر بندکردیاکیونکہ بےپردگی ہی عام طور پرآزادانہ اورناجائزمیل ملاپ کاسبب بنتی ہےاوریہ خطرناک بیماری ''ایڈز'' بھی ناجائزطور پرجنسی میل ملاپ کی ہی دین ہےاس کےعلاوہ زیادہ تربرائیاں اوربدکاریاں اسی صنف نازک کےسبب سےرونماہوتی ہیں،اسی لئےاللہ تعالیٰ نےایک دائرہ اخلاق متعین فرمادیااورکچھ ایسی پابندیاں عائد کردیں ہیں جن کی رعایت کرنیوالےمردوعورت رحمت خداوندی کےبھی مستحق بنیں گےاورمعاشرہ کوبےشماراخلاقی بیماریوں اورگناہوں کےسیلاب سےبچالیں گےاوریہ لاعلاج جنسی مرض بھی انشاءاللہ دُنیا سےناپیدہوجائےگا۔

معاشرہ کوبرائیوں سےپاک کرنےفواحش ومنکرات کی روک تھام کیلئےجن امورکو لازم اورضروری قراردیاگیاہےان میں ایک اہم اورضروری امر پردہ کاہے،جس کاحقیقی مقصد یہ ہے کہ پورامعاشرہ باوقاررہےاورصنف نازک عزت واحترام کےساتھ زندگی گزارےاورشرم وحیاکی پتلی بنےاس نازک ہستی پرکسی طرح کاگردوغبارنہ آئےاورنہ ہی بدباطن افراد،شیطان صفت انسان اسکی طرف نگاہ اُٹھاسکےاوریہ نازک ہستی خود بھی تباہی وہلاکت سےبچےاورپورامعاشرہ بھی ہرطرح کی برائی سےمحفوظ رہےاسی لئےپردہ کرنے کاحکم نازل کیاگیاجیساکہ ارشادخداوندی ہے: ''اے نبی! آپ کہہ دیجئے ایمان والے مردوں سے کہ وہ نیچی رکھیں اپنی نگاہیں،اورتھامےرکھیں اپنی شرمگاہوں کو،اسمیں ان کیلئے زیادہ پاکیزگی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کوسب کی خبرہے جوکچھ لوگ کرتے ہیں،اوراے نبی! آپ کہہ دیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ پست رکھیں اپنی نگاہیں اورحفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی اورنہ ظاہرکریں زینت کےمواقع کومگرجوکچھ کھلارہتاہے''۔(النور:۳۰،۳۱)

ان آیات میں مردوعورت دونوں کواپنی نگاہیں نیچی رکھنےکاحکم صادرکیاگیاجس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اپنی نگاہوں کوہراس چیز سےپھیرلیں جس کی طرف دیکھناشرعاً ممنوع ہولہٰذااس میں غیرمحرم اجنبی مرداورعورت کودیکھنابھی شامل ہے،اوریہ ایک ایسا عمل ہے کہ اگراس پربندلگ جائےاورمردوعورت اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنےلگیں تو بہت سےجرائم اورفتنوں سےمعاشرہ پاک وصاف ہوجائے،ان آیات میں ایک دوسرا حکم اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنےکاہےجسکامطلب یہ ہے کہ نفسانی خواہش پوری کرنےکی جتنی ناجائزاورحرام صورتیں ہیں ان تمام سےاپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا ضروری ہے،مذہب اسلام کایہ کمالِ وصف ہے کہ اس نےشہوت رانی کےاوّل سبب اورابتدائی دروازےپرجوکہ نگاہ اُٹھاناہےاس پرہی بندلگادی تاکہ شہوت رانی کایہ دروازہ کھل ہی نہ سکےلیکن اگرایساہوجائےتوپھرقرآن کریم نےاس کےانجام سےبچنےپر بھی زوردیاہے کہ آدمی اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے،غرضیکہ شریعت اسلامیہ نےہر ایسےراستہ کوبندکردیاجہاں سےکسی خرابی کےپیداہونےکاامکان ہو،مثلاًاگرکوئی ضرورت پیش آجائےاورعورت کوگھرسےنکلناپڑےتوخواہ وہ نبی کی بیوی ہویاولی زادی ہو،عالم کی بیوی ہویاجاہل کی،پیرکی بیوی ہویامرید کی،ہرایک کوباپردہ نکلنےکاحکم صادر فرمایا،ارشادباری ہے: ''اے نبی! آپ کہہ دیجئےاپنی بیویوں اوربیٹیوں اورایمان والوں کی عورتوں سےکہ سرسےنیچی کرلیاکریں چہرےکےاوپراپنی چادریں اس کی وجہ سےوہ جلدپہچان لی جایاکریں گی اورانھیں ستایانہ جائےگا''۔(الاحزاب:۵۹)

آیت مبارکہ میں ازواجِ مطہرات اورنبی کریمؐ کی بیٹیوں اوردیگرمسلمانوں کی بیویوں کوباہرنکلتےوقت سراورچہرہ کوچادرسےچھپانےکاحکم دیاگیاتاکہ دیکھنےوالےسمجھ لیں کہ یہ کسی شریف اورباعزت گھرانےسےتعلق رکھتی ہیں،اورپھران سےچھیڑ چھاڑ کرکےان کونہ ستانےلگیں،دیکھئے!یہ ایک مسلّم حقیقت ہےجس سےکوئی چھوٹابڑاانکار نہیں کرسکتاکہ جس معاشرہ میں پردےکارواج ہوتاہےوہاں کی عورتوں کی عزت عام طور پرمحفوظ رہتی ہےکسی بدباطن کوعورت کی عزت وآبروسےکھیلنےکےموقعےبہت کم ملتے ہیں،اورجہاں پردہ نہیں ہوتاوہاں شریراورمفسدلوگ اپنی عیاری کی بناپربھولی بھالی لڑکیوں اورعورتوں کوبہلاپھسلاکردُنیاکی رسوائی اورآخرت کی تباہی میں مبتلاکردیتےہیں۔اس زمانہ میں جس قدربھی بےحیائی اورفحش روی عام ہےاوراسکےجوبُرےنتائج سامنےآرہےہیں ان تمام کااصل سبب پردہ کوچھوڑکربےپردگی اختیارکرناہےاسی وجہ سےاسلام نےپردہ پر نہایت زوردیاہےیہاں تک کہ بوڑھی عورتیں جن کی خواہش ختم ہوچکی ہےاوراب انھیں نکاح کی کوئی اُمیدنہیں رہی ان کوبھی پردہ کاحکم دیاگیاہے۔

دِین اسلام حیاکاداعی ہے،خودحضوراکرمؐ نےحیاکوایمان کاجزقراردیاہے، اورآگاہ فرمایاہے کہ حیااورایمان دونوں ساتھی ہیں اگرایک رخصت ہوجائےتودوسرابھی رخصت ہوجاتاہے،حیاعورت کاسب سےقیمتی زیوراورعفت کی حفاظت کاسب سے بڑاہتھیارہےکیونکہ یہ فواحش ومنکرات سےدوررہنےمیں بڑاہی معاون ہےاسی طرح پردہ بھی حیاکیلئےنہایت ہی معاون ہےاوراس کیلئےضروری بھی،لہٰذااگرکوئی پردہ کی پابندی کرتاہےتویہ اس کےباحیاہونےکی کھلی دلیل ہےاورپردہ سےبیزارلوگ عام طورپربےحیا،بےشرم اورفواحش ومنکرات کےعادی اوران کوپھیلانےوالےہوتے ہیں،برخلاف ان حضرات کےجوپردےکےپابندہوتےہیں ان میں حیااورغیرت کا مادہ کوٹ کوٹ کربھراہوتاہے، اورپھرانسان عورت کےحق میں بڑاہی غیرت مندواقع ہوا ہےاسی لئےکوئی کتناہی بدکردارکیوں نہ ہوتب بھی یہ پسندنہیں کرتاکوئی دوسراشخص اسکی بیوی، بیٹی،ماں،بہن کوبُری نظرسےدیکھے،یااس سےزناکرے،ایسی صورتحال میں اس کا خون کھول جاتاہے،شاید ہی ایسابدکرداراوربےغیرت کوئی ہوجواپنی کسی عزیزہ سےیہ حرکت ہوتےہوئےدیکھےاورخاموشی اختیارکیےرہےزمانہ جاہلیت کا انسان بھی اس سلسلے میں بڑاہی غیرت مندواقع ہواتھااورآج کل بھی نامعلوم کس قدرخون خرابے صرف اسی وجہ سےہوتےہیں،اس سےصاف واضح ہوتاہے کہ پردہ غیرت کاتقاضا ہےغیرت مندانسان ہی پردہ کولازم سمجھتاہےاوراسکاخیال کرتاہے،اوربےپردہ لوگ اور عورتیں نہات ہی بےغیرت ہوتیہیں ان کی عورتیں ن سنورکربازاروں میں گھومتی ہیں، بدقماشوں کیےشانہ بشانہ پھرتی ہیں اورہوس پجاریوں کی نظروں کانشانہ بنتی ہیں،لیکن یہ لوگ جواپنی غیرت کاجنازہ نکال چکے ہیں،انھیں اس کی قطعاًپروہ نہیں،چاہے عزت سےہاتھ دھوبیٹھیں،چاہےاورکچھ ہوجائے۔بہرحال خداتعالیٰ ایسےلوگوں کوعقل سے کام لینےکی توفیق دے۔

تاریخی کالم

محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اَجداد......2

گذشتہ سے پیوستہ

غالب: ان کےدوسرے بیٹے تیم الادرم کی نسبت سےان کی کنیت ابوتیم تھی،ایک جبڑا ناقص ہونے کے باعث تیم کوالادرم کہاجاتا تھا،غالب کاہن بھی تھے۔

لُوَیّ: ایک قول کے مطابق ان کے نام لَاْیْ (سست) سے مشتق ہے،اوردوسرے قول کی رو سے لِواء(پرچم) سے ماخوذ ہے، یہ بڑے بردبار اورحکمت والے تھے،ان کے یہ قول مشہور ہیں: ''جس نے ہمیشہ نیکی کی اس کی نیکی کبھی ختم نہ ہوگی اورمسلسل اس کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔'' ''جس پرنیکی کی جائے اسے چاہیے کہ اس کا تذکرہ کرےاورنیکی کرنے والےکوچاہیے کہ لوگوں میں چرچا نہ کرے۔''

کعب: لفظ''کعب'' کے معنی ہیں،''ٹخنہ'' اورقدم پرٹخنے کی اونچائی کے باعث یہ شرف وعزت کے معنی بھی دیتا ہے،کعب کی شرف وعزت عرب میں اس قدرزیادہ تھی، کہ ان کی وفات سے برسوں کاتعین کیا جانے لگا اوریہ سلسلہ عام الفیل تک جاری رہا۔ایک قول کے مطابق کعب ہی نے یوم عروبہ کانام بدل کریوم جمعہ رکھا۔ان کی کنیت ابوہُصَیص تھی۔اُن کازمانہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے 560 سال پہلے تھا،انہوں نے خطبے میں سب سے پہلے''امّابعد'' کا استعمال شروع کیا،ان کے بیٹے عدی،حضرت عمرفاروقؓ کے جدّ اَمجد تھے۔

مُرّہ: اس نام کےایک معنی''قوی'' ہیں اورتلخ مزاج شخص کوبھی''مُرّہ'' کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابویقظہ تھی۔ان کے بیٹے تیم حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ اورحضرت طلحہؓ کے جداَمجد تھے،یقظہ کی نسل سے بنومخزوم تھے۔

کِلاب: یہ شکار کےبہت شوقین تھےاورکتوں کے ساتھ کسی علاقے سے گزرتے تولوگ کہتے''ھذہ کلاب ابن مُرّہ'' (یہ ابن مرہ کے کتے ہیں)اس طرح ابن مرہ کا نام ہی کلاب پڑگیا،یہ بھی کہتے ہیں کہ کلاب باب مفاعلہ کا مصدرہےجس کے معنی ہیں باہم دُشمنی کرنا،ان کی کنیت ابوزہرہ تھی، یہ پہلے شخص تھےجنہوں نے سونےسےآراستہ دوتلواریں کعبے کےاندررکھیں۔

قُصَیّ: ان کا اصل نام زیدتھا۔یہ شیرخوار تھے جب ان کے والد کلاب فوت ہوگئے اوران کی والدہ فاطمہ بنت سعد نے ربیعہ بن حرام قضاعی سے شادی کرلی جواُنہیں شام لے گئے، یوں زیداپنے اصل گھر سے دُورہونے کے باعث قُصَیّ کہلائے، جوقصی (دُورہونیوالا) کا اسم تصغیر ہے، بڑے ہوئے توآل ربیعہ سے جھگڑاہوااوران سے غریب الدّیار ہونے کاطعنہ سن کرقصی نے والدہ سے اپنی ولدیت کی حقیقت پوچھی اورپھران کی اجازت سے مکہ چلےآئے، بطحاپرقابض بنوخزاعہ میں حُبّی نامی خاتون سےان کی شادی ہوئی اور اُن کےسُسرخلیل بن حبشیہ کی وفات پراس کے بیٹے ابوغبشان محرّش نے کعبہ کی تولیت قُصی کے ہاتھ بیچ دی،قصی نے تولیت کعبہ ملنے پرمکہ میں دارالندوہ قائم کیا، جہاں قریش جلسہ یاجنگ کی تیاری کرتے،قافلے بھی یہیں سے روانہ ہوتے، نکاح وغیرہ کی رسوم بھی وہیں ادا ہوتیں۔ اس کے علاوہ سِقایہ(حاجیوں کو پانی پلانے والا)اوررِفادہ(حاجیوں کوکھانے پینے کااہتمام کرنے)کےمناصب تفویض کیے۔ان کے ایماءقریش پررفادہ کیلئے ایک سالانہ رقم مقررکی،قصی نے چرمی حوض بنوائے جن میں حاجیوں کیلئے پانی بھردیاجاتا،حجاج کیلئے پانی باہر سےلایاجاتااوراس میں کھجورکاشیرہ اورانگورنچوڑ کراسےاورخوش ذائقہ بنایاجاتا،مشعرحرام بھی اُنہی کی ایجادہے،جس پرایام حج میں چراغ جلاتے تھے،کعبہ کی تولیت اورمکہ کی حکومت حاصل ہونے پرقصی نے قریش کوتمام اطراف سے بلاکرمکہ میں آبادکیا،انہوں نے کعبہ شریف اورمکانات کے درمیان جگہ کا نام المفروش رکھا جسے اَب حرم یا مطاف کہاجاتاہے۔قصی کازمانہ 431ء تا 473ء تھا۔انہوں نے مرتےوقت سِقایہ اوررفادہ کے منصب اپنے بیٹے عبدالدار کوسونپ دیےاگرچہ وہ اس قدر ان کااہل نہ تھا۔

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

08/مارچ 2013ء جمعۃ المبارک

اگر اِسلام سے کچھ محبت ہے تو......!؟؟

اگر آپ اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو اس لفظ کا مطلب بھی سمجھ لیجئے۔ مسلمان وہ ہے جو خدا کا اور صرف خدا کا فرماں بردار ہو۔ کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہو جانے یا مسلمانوں کا سا نام رکھ لینے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ خدا کے حکم وہ ہیں جو قرآن پاک کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں اور جن کو پوری طرح برت کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی زندگی میں دِکھایا۔ پس مسلمان وہی ہے جو خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے اور اس کے جاننے کے ذریعے صرف دو ہیں، ایک قرآن پاک کے الفاظ، دوسرے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عمل۔ اپنی زندگی کی ہر بات کو اسی معیار پر پرکھئے۔ اسی میزان پر تولئے اور اسی روشنی میں جانچئے۔

پر یہ کیسے اچنبھے کی بات ہے کہ آپ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن بجائے خدا سے ڈرنے کے انسانی حکومتوں سے ڈرتے ہیں، انسان کے بنائے ہوئے قاعدے قانون سے لرزتے ہیں، اپنے بھائی بندوں کی ریت رسم کے خلاف زبان کھولتے ہوئے حوف کھاتے ہیں، اور اپنی ذات برادری کے دباؤ سے اپنے آپ کو کچلے ڈالتے ہیں! آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ آپ کے خدا کو فضول خرچی ناپسند ہے۔ لیکن یہ سمجھ کر بھی آپ لوگوں کی واہ واہ کی خاطر اپنی کتنی دولت بے کار کاموں میں اڑا لیتے ہیں! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شب برأت میں آتشبازی چھڑانا، محرم میں تعزیہ داری کرنا، شادی بیاہ میں دھوم دھام کرنا یہ سب چیزیں آپ کے پاک مذہب میں ناجائز اور خدا کی ناخوشی کا باعث ہیں۔ لیکن آپ یہ سب کچط جاننے پر بھی خاموش رہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے ان کو ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، محض اس خوف سے کہ لوگ آپ کو ''وہابی'' یا ایسے ہی کسی دوسرے لفظ سے نہ یاد کرنے لگیں!

مسلمان کو ڈرنا صرف خدا سے چاہیے، انسانوں کی ناخوشی سے اسے بالکل بے پروا رہنا چاہیے، اس کی ہدایت کیلئے اس کی کتاب آسمانی کافی سے زائد ہے۔ رسم ورواج کی قید اس کیلئے بالکل بے معنی ہے۔ آپ کو اگر اسلام سے کچھ بھی محبت ہے، آپ کو اپنے اسلام کی اگر کچھ بھی عزت مدنظر ہے تو برائے خدا مستعد ہو جایئے اور نہ ہو سکے گی، تمام دُنیا بلکہ سارے ملک کی بھی اصلاح ہرگز آپ کے ذمہ نہیں، لیکن خود اپنی ذات اور اپنے زیر اثر حلقہ کی اصلاح اور دُرستی یقیناً آپ کے ذمہ ہے۔ پہلے خود اپنے تئیں احکام اسلام کا پابند بنایئے اور پھر اپنا نمونہ اپنی بیوی، اپنے بچوں اور اپنے خاندان اور اپنے محلّہ کے سامنے پیش کیجئے آپ میں اگر سچائی اور خلوص ہے تو خدا ضرور آپ کی کوششوں میں برکت دے گا اور دُنیوی کامیابی کے علاوہ آخرت میں بھی آپ کو اجر بے حساب عطا کرے گا۔ آپ اگر حق کے سپاہی ہیں تو حق بھی آپ کا رفیق اور ساتھی ہے، اس کی مدد سے آپ یقیناً فتح ونصرت کے حصہ دار ہوں گے، مسلمان دنیا سے مرعوب نہیں ہوتا بلکہ اپنی سچائی کی شعاعوں سے گوشہ گوشہ کو روشن و پُر نور کرتا رہتا ہے۔

جواهر القرآن

خواتیم سورۂ بقرہ

1

ترجمہ: (رسول مان چکا اس چیز کو جو اس پر خدا تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مؤمن بھی مان چکے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، (اور یوں کہتے ہیں کہ ہم) اس کے رسولوں میں سے (ایمان لانے میں) کسی میں تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہدیا کہ ہم نے سنا اور مانا، اے رب! ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو برائی کرے اس کی سزا ملے گی، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو اس کی ہمیں سزا نہ دینا، خدایا! ہم پر سخت احکام نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر بھیجے تھے، اے ہمارے رب! ہم پر ایسے مصائب نہ ڈال جس کی برداشت کی ہم میں طاقت نہ ہو، اور ہم سے درگزر فرما، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

شان نزول : حضرات صحابہ کرام نے آیت (وان تبدو ا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ) کے ظاہری مفہوم سے یہ سمجھا کہ آدمی کے دلی خیالات پر بھی حساب ہو گا، اگر دلی خیالات کا بھی حساب ہوا تو عذاب سے کیونکر بچ سکیں گے، تو صحابہ پر یہ بات بہت شاق گزری اور دوزانو بیٹھ کر انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! نماز، روزہ، جہاد اور خیرات کا ہم کو حکم دیا گیا تھا اس کو ادا کرنے کی ہم میں طاقت تھی لیکن اب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی اس کو برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہیں (ہم نفسانی اور قلبی خطرات پر کس طرح قابو پا سکتے ہیں اور کس طرح محاسبہ سے بچ سکتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تو کیا تم یہود ونصاری کی طرح یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم نے سن تو لیا مگر عمل نہ ہو سکے گا، ایسا نہ کہو! بلکہ یوں کہو سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر حسب الحکم لوگ یہ آیت پڑھنے لگے، جب زبانوں پر یہ الفاظ جاری ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات صحابہ کی تعریف میں نازل فرمائیں۔

تشریح وتوضیح: اولاً تو حضرات صحابہ کرام کی تعریف کی گئی ہے، کہ محض رسول کے کہنے سے انھوں نے سمعنا و اطعنا کہدیا کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں: یہ ایمان مجمل ہے۔

بعدہٗ یہ بیان فرمایا کہ اللہ، فرشتوں، کتابوں، تمام انبیاء پر بلا تفریق ایمان رکھنے کا مطلب قرآن پر ایمان رکھنا ہے، اور حضرات صحابہ کرام کا ایمان ایسا ہی ہے، دوسری آیت شریفہ میں اس شبہ کا جواب ہے جو حضرات صحابہ کرام کو پیش آ رہا تھا کہ دل کے خیالات پر بھی حساب ہوا تو عذاب سے کیسے بچے گے۔

فرمودِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

سونے کے وقت کی دُعائیں

۳۔ جو شخص درج ذیل دو آیات رات کے وقت پڑھتا ہے یہ اس کیلئے کافی ہوتی ہیں:

''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ''

ایمان لایا اللہ کا رسول اس کتاب پر جو اتاری گئی اس پر اس کے ربّ کی طرف سے اور سب مومن بھی (ایمان لائے) سب ایمان لائے اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر نہیں ہم فرق کرتے کسی کے درمیان اس کے رسولوں میں سے اور وہ (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیرا حکم) سنا اور قبول کیا، اے پروردگار ہم تجھ سے تیری بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہماری واپسی ہے) نہیں تکلیف دیتا اللہ کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطاب ہی، جو شخص نیکی کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ملے گا، اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا، اے ہمارے ربّ! تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا اگر ہم سے بھول ہو جائے یا ہم غلطی کر بیٹھیں، اے ہمارے ربّ! نہ ڈال ہم پر ایسا بوجھ جیسے ڈالا تو نے اُن لوگوں پر جو ہم سے پہلے ہوئے، اے ہمارے ربّ! ہم سے اتنا بوجھ نہ اُٹھوا جس (کے اُٹھانے) کی ہم میں طاقت نہیں ہے، تو درگزر فرما ہم سے، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، تو وہی ہمارا کارساز ہے پس تو مدد فرما ہماری کافروں کے مقابلے میں۔

www.khanqah.in

بانی دارالعلوم دیوبند کے تحصیل علم وتصوف کا شجرۂ نسب

مولانا محمد عبداللہ قاسمی۔مہاراشٹر

بے ضمیر اور بے شعور طبقہ دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے، چند شخصیتوں کے کلمات کو اُن کے سیاق وسباق سے کاٹ کر اور اس کے پس منظر کو نگاہوں سے اوجھل کر کے اور خودساختہ مطلب اخذ کر کے لوگوں کو مغالطہ دیتا ہے اور یہ تاثر دیتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند اُن اکابر کے نظریات کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ یہ سراسر اتہام ہے کیونکہ علماء اور محدثین، مفسرین کی ہیں ان کی تعلیمات کو دیوبند کے دارالعلوم میں پیش کیا جاتا ہے، دیوبند کا مدرسہ جب سے قائم ہوا اس وقت سے اس کے فارغین کو دیوبندی سے متعارف کیا جانے لگا اس سے پہلے دیوبندیوں کا نام ونشان نہیں تھا، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنے رُفقاءِ کار کی مشاورت اور معاونت سے مدرسہ دیوبند قائم کیا، یہ اپنے وقت کے زبردست عالم اور دین کے مجاہد اور بے بدل مناظر اسلام اور داعی تھے، ان کے شجر علمی کو جاننے کیلئے ان کے علمی شجرہ سے واقف ہونا ضروری ہے، جن سے علم قرآن وحدیث حاصل کیا ہے ان کا سلسلہ استفادہ اس طرح ہے۔

قاسم نانوتویؒ نے..............شاہ اسحاقؒ سے
شاہ اسحاقؒ نے..............شاہ عبدالغنیؒ سے
شاہ عبدالغنیؒ نے..............شاہ عبدالعزیزؒ سے
شاہ عبدالعزیزؒ نے..............شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے..............شیخ ابوطاہر مدنیؒ سے
شیخ ابوطاہر مدنیؒ نے..............محمد بن احمدؒ صاحبِ مجمع البحار سے
محمد بن احمدؒ نے..............حافظ حسام الدینؒ سے
حافظ حسام الدینؒ نے..............شیخ ربید ابن سبیعؒ سے
ربیع بن سبیعؒ نے..............امام عیسیٰ ترمذیؒ سے
امام عیسیٰ ترمذیؒ نے..............امام بخاریؒ سے
امام بخاریؒ نے..............حضرت حمادؒ سے
حضرت حمادؒ نے..............عبداللہ ابن مبارکؒ سے
عبداللہ بن مبارکؒ نے..............امام ابوحنیفہؒ سے
امام ابوحنیفہؒ نے..............انس بن مالکؓ سے
انس بن مالکؓ نے..............محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے

جس طرح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علم کا سلسلہ نسب حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچتا ہے، اسی طرح تصوف کا شجرہ نسب حضورِ پُرنور محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچتا ہے ملاحظہ کیجئے:

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مرید تھے..........حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے
حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے ولایت کا سبق پایا تھا..........میاں جی نور محمد کے
میاں جی نور محمدؒ نے..............شیخ عبدالباریؒ سے
شیخ عبدالباریؒ نے..............شیخ عبدالہادیؒ سے
شیخ عبدالہادیؒ نے..............شیخ عزالدینؒ سے
شیخ عزالدین نے..............شیخ عبدالحقؒ سے
شیخ عبدالحق نے..............شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے
شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے..............خواجہ جلال الدین تھانیسریؒ سے
خواجہ جلال الدینؒ نے..............خواجہ نظام الدین اولیاء سے
خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے..............خواجہ علاء الدین صابر کلیریؒ سے
خواجہ علاء الدینؒ نے..............حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ سے
خواجہ فریدالدین گنج شکر نے..............حضرت خواجہ علی ہجویریؒ سے
خواجہ علی ہجویریؒ نے..............خواجہ قطب الدین مودود چستیؒ سے
خواجہ قطب الدینؒ نے..............خواجہ معین الدین چستی اجمیریؒ سے
خواجہ معین الدینؒ نے..............شیخ محمد ابن احمدؒ سے
شیخ محمد بن احمدؒ نے..............سلطان بن عمیرہ سے
سلطان ابن عمیرہؒ نے..............خواجہ فضیل بن عیاضؒ سے
فضیل بن عیاضؒ نے..............حضرت حسن بصریؒ سے
حضرت حسن بصریؒ نے..............حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے..............حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے

> ہر قوم کی کوئی نہ کوئی اَساس ہوتی ہے، جس اَساس یعنی بنیاد پر وہ قوم قائم ہوتی ہے، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اِرشاد ہے بنی اسرائیل کو بہتر فرقے ہوئے اور میری اُمت کو تہتر فرقے ہوں گے، صحیح اور کامیاب جماعت وہ ہوگی جو میری اور میرے اَصحاب کی راہ پر ہو۔ یعنی صحیح اور کامیاب جماعت کی سند اور سرٹیفکیٹ ہی یہی ہے کہ اس کا سلسلہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تک جا پہنچتا ہو، اور جس جماعت کا سلسلہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک نہ پہنچتا ہو وہ حق ہونے کی کتنے ہی دعویٰ کریں وہ گمراہی ہی ہے۔

مذکورہ بالا شجرہ نسب علم اور شجرہ نسب تصوف کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو دونوں سمتوں سے نسبت محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم حاصل ہے، یہ اعزاز یقیناً باعث افتخار ہے اور بزبانِ حال گویا ہے ؎

ہم نے ہر دَور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
اِک فقط نام محمد سے محبت کی ہے

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے قائم کردہ مدرسہ دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم شیخ الہند حضرت مولانا محمودالحسن صاحب دیوبندی تھے جو حضرت مولانا نانوتویؒ کے خصوصی شاگرد اور تربیت یافتہ تھے اور حب نبوی سے سرشار تھے جن کے اَشعار سے ظاہر ہوتا ہے انہوں نے جنت کو خطاب کیا ہے ؎

تجھ میں حور وقصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضور رہتے ہیں

اس عاشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک طرف انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانے کیلئے آزادی ہند کیلئے عالمی تحریک ریشمی رومال 1911ء میں چلائی، اس سلسلہ میں صعوبتیں اُٹھائیں، مالٹا میں کئی سال تک جیل کی سزا کاٹی اور دوسری طرف حدیث رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبردست خدمت انجام دی، آپ کی عظیم الشان شخصیت کا اندازہ کرنے کیلئے اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ جیسے آفتاب وماہتاب آپ کے شاگرد ہیں، جو اس شعر کے مصداق ہیں ؎

اس وادیٔ گل کا ہر ذرہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اُٹھا ہے وہ پیر مغاں کہلایا ہے

کچھ کم فہم اور متعصب ذہن کے لوگ اَکابرِ دیوبند اور مشائخ کے الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے ذہن سے ان الفاظ کے معنی متعین کرتے ہیں اور خودساختہ مفہوم کی روشنی میں کفر وشرک کا فتویٰ داغتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ وہ الفاظ کن حالات میں صادر ہوئے ہیں، بزرگوں کے بہت سے اقوال جو خاص حالات میں کسی چیز کے مشاہدہ کرنے سے صادر ہوئے، اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتے جب تک ان کے محل کو نہ دیکھا جائے، مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ بلّی میرے قد سے اونچی ہے، بظاہر کوئی بلّی ایسی نہیں جو آدمی کے قد سے اونچی ہو، اس تصور سے ہٹ کر کہنے والے کی بات پر غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ کہنے والا انسان اور بلّی کے قد کو تقابلی انداز میں کہہ نہیں رہا تھا بلکہ ایک وقتی واقعہ کے تناظر میں حکایت کے انداز میں کہہ رہا تھا کہ میں جہاں کھڑا ہوں وہاں ایک دیوار پر بلّی بیٹھی ہے، جو میرے قد سے اونچی ہے، اس اعتبار سے بلّی میرے قد سے اونچی ہوگئی، ظاہر ہے کہ اس کا یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ بلّی میرے قد سے اونچی ہے، معلوم ہوا کہ الفاظ کو سمجھنے کیلئے متکلم (بات کرنیوالا) کے حالات اور کلام کا محل بھی دیکھنا چاہیے، ظاہر الفاظ سے بہت دھوکہ ہوتا ہے، ان الفاظ کو ان کے محل میں رکھ کر اور ان کے سیاق وسباق میں دیکھنا چاہیے، الفاظ مشترک ہوتے ہیں لیکن اشخاص اور اوقات کے لحاظ سے ان کے معانی بدلتے رہتے ہیں۔

کسی زمانہ میں شہر بھوپال کے جیل میں دریاں اور جانمازیں اچھی بنتی تھیں ایک بزرگ دریاں اور جانمازیں خریدنے کیلئے جیل گئے، ایک صاحب نے اُن سے کہا اچھا پیر صاحب آپ بھی جیل میں پہنچ گئے اور کس جرم میں سزا کاٹنے کیلئے آگئے، غور کری بات ہے کہ پیر صاحب آزاد ہیں اور ایک ضرورت کی چیزیں خریدنے کیلئے جیل میں نظر آرہے ہیں مگر حقیقت حال نہ جاننے کی وجہ سے پیر صاحب کی شخصیت کو ان کے کردار کو مشکوک اور مجروح کردیا گیا، الفاظ واِشکال کے مشترک ہونے سے لوگ دھوکہ کھاتے ہیں، یہی دھوکہ کفار مکہ کو ہوا کہ سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ضرورت سے بازار میں جانے اور بشریت کے تقاضے سے کھانے پینے سے ان کو دھوکہ ہوا تو کفار مکہ نے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عام انسانوں کی طرح سمجھ لیا اور کہا کہ "مالھٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق" یعنی یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا پیتا ہے اور بازار بھی آتا جاتا ہے۔

الغرض کلام کا صحیح مطلب متکلم کی حالت اور محل کلام دیکھ کر سمجھ میں آتا ہے جو اس کو نظر انداز کر کے جو کردار ادا کرے گا وہ جہالت پر مبنی ہوگا جیسا کہ ایک صاحب کے یہاں ایک غیر ملکی خادم تھا جو وہاں کی مروّجہ زبان سے واقف نہ تھا مکان کا مالک بڑے استنجاء کیلئے بیت الخلاء میں داخل ہوگیا، مگر وہاں پانی نہ پاکر خادم سے کہا پانی لاؤ، خادم نے مکان کے کسی فرد سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے، کسی نے مکان میں رکھے ہوئے لوٹے کی طرف اِشارہ کیا تو وہ بےچارہ پینے کے پانی کے لوٹے میں پانی لے کر پہنچا، مالک مکان نے اس کو ٹوکا کہ پاخانہ کے لوٹے میں پانی لاؤ، اس واقعہ کے بعد ایک دن مالک مکان نے خادم کو دسترخوان پر پانی لانے کیلئے کہا تو خادم نے پاخانہ کے لوٹے میں پانی لے کر حاضر ہوا، مالک مکان نے پھر ٹوکا اور کہا گلاس//

بقیہ صفحہ 5 پر..........//

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE,
PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
....
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact Nos: 9419040053

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: اسلام کے قانونِ جرم وسزا میں جن جرائم کی سزا شرعی طور پر متعین اور مشخص کردی گئی ہے، ان ہی میں ایک جُرم ہے رہزنی۔ اس کیلئے شریعت میں کیا سزا متعین کردی گئی ہے؟ مہربانی کرکے تفصیلاً جواب مرحمت فرمائے؟

بشیر احمد زرگر۔ قاضی گنڈ

جواب: وباللہ التوفیق۔ اسلام کے قانونِ جرم وسزا میں جن جرائم کی سزا شرعی طور پر متعین اور مشخص کردی گئی ہے، ان ایک رہزنی جس کو عربی میں ''حرابہ'' کہتے ہیں، اسی کو بعض فقہاء نے ''قطع طریق'' سے بھی تعبیر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کا ایک ارشاد ہے: ''اِنَّمَا جزاء الّذین یحاربون اللہ ....اَو ینفوا من الارض'' (المائدہ:۳۳) یعنی ''جو لوگ اللہ اور اسکے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں، یا سولی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پیر مخالف سمت سے کاٹے جائیں، یا وہ ملک سے نکال دیئے جائیں۔''

چونکہ یہ اسلامی قانون جرم وسزا کا ایک اہم باب ہے، اس لئے اکثر مصنفین وفقہاء نے اس پر شرح وبسط سے گفتگو کی ہے، لیکن ملک العلماء علامہ کاسائیؒ نے اس مسئلہ پر بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ بڑی مرتب گفتگو فرمائی ہے، ان ہی تحریر کو اصل بنا کر اور دوسری کتابوں سے استفادہ کرکے یہ چند سطریں سپرد قلم کی جارہی ہے، اس سلسلہ میں چار مباحث ہیں، جن پر روشنی ڈالی جانی ضروری ہے۔

۱) ''حرابہ'' یا ''قطع طریق'' کی تعریف اور اس کی حقیقت۔

۲) ''قطع طریق'' کی سزا نافذ کئے جانے کیلئے مطلوبہ شرطیں۔

۳) ''قطع طریق'' کے جرم کو ثابت کرنے کے اُصول۔

۴) ''قطع طریق'' کے احکام اور محاربین کی سزائیں۔

قطع طریق:۔ راستہ چلنے والوں پر مال لوٹنے کی غرض سے حملہ آور ہونے کا نام ہے، چاہے فرد واحد ایسا کرے یا افراد واشخاص کی جماعت مل کر اس کی مرتکب ہو، نیز اس کے اندر رہزنی کی قوت بھی موجود ہو، اس کیلئے کسی ہتھیار کا استعمال کیا جائے، یا لکڑی پتھر اور لاٹھی کا، اور وہ سب کے سب مال چھیننے اور غارت گری کرنے میں عملاً شریک ہوں یا کچھ لوگ عملاً شریک ہوں اور کچھ لوگ بالواسطہ معاون ہوں۔ (بدائع الصنائع: ۹۱/۷) اُردو زُبان میں اسی مفہوم کو رہزنی یا ڈکیتی کے ذریعہ ادا کیا جاتا ہے۔

فقہی احکام پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ قاطع الطریق یعنی رہزن کی چار صورتیں ہیں۔

اول: وہ جو مال لینے کے ارادہ سے حملہ آور ہوا لیکن ڈرانے دھمکانے پر اکتفا کیا، نہ مال لیا اور نہ قتل کیا۔

دوسرے: وہ جو اسی اِرادہ سے حملہ آور ہوا، مال لیا، لیکن قتل نہ کیا۔

تیسرے: وہ جس نے قتل کیا، لیکن مال نہیں لیا۔

چوتھے: وہ جس نے قتل بھی کیا اور مال بھی لیا۔

یہ چاروں صورتیں کسی شخص کے ''محارب'' یعنی رہزن ہونے کی ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مال لوٹنے کی نیت سے نکلا، لیکن عملاً نہ مال لیا نہ قتل کیا اور نہ کسی کو ڈرایا، دھمکایا تو وہ محارب نہ ہوگا، ''قاطع طریق'' ہونے کیلئے ان میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔ (التشریع الجنائی الاسلامی: ۶۲۸/۲)

شرطیں

اس جرم پر استحقاق سزا کیلئے فقہاء کے نزدیک جو شرطیں ہیں ان میں بعض وہ ہیں جو خود مجرم (قاطع) سے متعلق ہیں، بعض کا تعلق اس شخص سے ہے، جس پر جرم کا ارتکاب کیا گیا (مقطوع علیہ) بعض شرطیں دونوں سے متعلق ہیں، بعض شرطیں مال سے متعلق ہیں، جس کی وجہ سے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے (مقطوع لہ) اور بعض شرطیں اس مقام سے متعلق ہیں جہاں مجرم نے جرم کا اِرتکاب کیا (مقطوع فیہ)۔

خود مجرم سے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ عاقل وبالغ ہو، نابالغ اور پاگل کا اس نوعیت کا جرم فقہ کی اصطلاح میں ''قطع طریق'' نہیں کہلائے گا، حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ظاہر روایت کے مطابق منقول ہے کہ مجرم کا مرد ہونا ضروری ہے، عورتیں عام طور پر ایسے جرائم کا ارتکاب نہیں کرسکتیں، لیکن امام ابوحنیفہؒ کی دوسری روایت کے مطابق عورت اور مرد کا کوئی فرق نہیں اور یہی امام طحاویؒ کے

رہزنی کے احکام ومسائل - 1

از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی۔ مدظلہ العالی

نزدیک راجح ہے۔ (بدائع الصنائع: ۹۱/۷)

دوسرے فقہاء کے نزدیک بھی مرد وَزن کا کوئی فرق نہیں ہے۔ (المہذب: ۲۸۴/۲) فی زمانہ کہ ایسے اسلحے ایجاد پذیر ہوگئے یں جن کا استعمال کرکے معمولی قوت اور ہمت کا آدمی بھی اپنے سے بدر جہا طاقتور اور باہمت شخص کو زیر کرسکتا ہے، امام طحاویؒ اور عام فقہاء کی رائے کا قوی اور مطابق مصلحت ہونا محتاج اظہار نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر مردوں کے ساتھ کوئی عورت اور بالغوں کے ساتھ کوئی نابالغ شریک جرم ہوجائے تو یہ شرکت نہ صرف اس عورت اور نابالغ کو اس سزا سے بچائے گی، بلکہ دوسرے شرکاء جرم بھی سزا سے بچ جائیں گے، امام ابو یوسفؒ بالغوں کے ساتھ نابالغوں کی شرکت میں تو متفق ہیں، مردوں کے ساتھ کوئی عورت شریک ہوجائے تو اس کو مستحق سزا گرادنتے ہیں۔ (المبسوط: ۱۹۷/۹) عام فقہاء کے نزدیک عورت تو یوں ہی مجرم ہوگی ہی، نابالغ بچہ کی جرم میں شمولیت دوسرے مجرمین کو سزا سے بری قرار دینے کیلئے کافی نہیں ہوگی، اور یہی بات قرین قیاس بھی ہے اور قرین مصلحت بھی، ورنہ اس طرح کے جرائم کا سد باب آسان نہ ہوسکے گا۔ (المہذب: ۲۸۴/۲)

جس کے ساتھ جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے، یعنی (مقطوع علیہ) اس کیلئے دو شرطیں ضروری ہیں، اول یہ کہ وہ مسلمان یا ذمی ہو، حربی جو بغیر اَمان کے داخل ہوگیا ہو، اس پر حملہ تو جائز ہے ہی، حربی اگر امان لے کر آیا ہو تو چونکہ اس کے بارے میں بھی اس شبہ کی گنجائش ہے کہ شاید اس کی مدتِ امان گذر گئی ہو اور اس کا مال معصوم نہیں، یعنی شرعی نقطہ نگاہ سے قابل احترام اور محفوظ باقی نہ رہا ہو، اسلئے اس شبہ کا فائدہ مجرم کو دیا جائے گا اور اس طر ''قطع طریق'' کی سزا نافذ نہ ہوگی۔ دوسرے جس مال پر حملہ کیا گیا ہو اس پر صاحب مال کا قبضہ ہو، یعنی وہ اس کی ملکیت رہی ہو یا بطور امانت کے اس کے پاس ہو، اگر غیر صحیح طریقہ پر اس نے مال پر قبضہ کیا ہوا تھا، جیسے وہ چوری کیا ہوا یا غصب کیا ہوا مال تھا، تب بھی اس کے لوٹنے والے پر قطع طریق کی حد جاری نہ ہوگی۔ (بدائع الصنائع: ۹۱/۷)

ان دونوں سے متعلق شرط یہ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے محرم رشتہ دار نہ ہوں، اسلئے کے محرم رشتہ داروں کیلئے ایک گونہ مال سے استفادہ کا اذن ہوتا ہے، یا کم سے کم مال اس سے محفوظ اور بچا کر نہیں رکھا جاتا، لہٰذا محرم کے مال چھیننے میں ایک طرح کا شبہ پیدا ہوگیا (بدائع الصنائع: ۹۲/۷، المبسوط: ۲۰۳/۹) دوسرے فقہاء کے نزدیک ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۱۳۲/۶) فقط واللہ اعلم۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

بقیہ: بانی دار العلوم دیو بند............

میں پانی لے کر پیش کرو، پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مالک مکان ضرورت سے پاخانہ گیا وہاں پانی موجود نہیں تھا مالک نے خادم کو پانی لانے کیلئے کہا، وہ خادم اَب کے بار گلاس میں پانی لے کر پہنچ گیا، یہی حال دین کے ناواقف جاہل لوگوں کا ہے۔

بزرگانِ دین کے کلام میں بڑے لطیف اِشارات ہوتے ہیں، صرف کتابی علم سے نہ کبھی فائدہ پہنچا ہے نہ ہی اس سے اس کی توقع ہے جب تک بزرگوں کی صحبت میں رہ کر ہم دین نہ سیکھیں، دین جاننے سے نہیں سیکھنے سے آتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے آتا ہے، جو لوگ اُستاد کے بغیر کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں، اُستاد کے بغیر اُردو ترجمہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں جنہیں آج کے زمانے میں اسٹیڈی کے آدمی کہلاتے ہیں وہ اپنے ذہن سے ایک مطلب پیش کرتے ہیں، غلط فہمی سے غلط قدم اُٹھاتے ہیں، جیسا کہ ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب کسی مقام پر نماز پڑھا رہے تھے، اتفاق سے ایک عالم دین نماز میں شریک ہوگئے، نماز میں شریک ہونے سے پہلے انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ خوب جھوم جھوم کر نماز پڑھا رہے ہیں، انہوں نے سوچا کہ بات کیا ہے؟ کیا اُنہیں کوئی بیماری تو لاحق نہیں؟ جب امام نے سلام پھیرا تو جھوم کر نماز پڑھانے کی وجہ معلوم کرنے کیلئے ان کے پاس گئے، وہاں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ممبر کے پاس دو کتے بندھے ہوئے ہیں، عالم صاحب نے ان سے پوچھا کہ یہ کتے کیسے بندھے ہوئے ہیں؟ امام صاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حدیث نہیں پڑھی ہے؟ عالم صاحب نے کہا ہم نے تو ایسی حدیث نہیں پڑھی ہے، کہ نماز کے وقت قریب میں کتے باندھ رکھو، امام صاحب نے کہا حدیث شریف میں ہے: ''لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ'' (نماز نہیں ہوتی ہے جب تک قلب حاضر نہ ہو) بڑے قاف سے تو بڑے کتے کو کہتے ہیں، وہ تو مجھے نہیں ملا، اسلئے میں نے دو چھوٹے کتے لیے اور باندھ دئے، یہ امام سے غلطی ہوگئی کیوں؟ اسلئے کہ امام نے اُستاد سے نہیں پڑھا تھا وہ تو اسٹیڈی تھی، یہ اُن کا اجتہاد تھا غلط تھا، عالم صاحب نے کہا یہاں تو آپ کی جہالت معلوم ہوگئی، ذرا یہ تو بتلائیے کہ آپ جھوم رہے تھے کیوں؟ اسٹیڈی امام نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث بھی آپ نے نہیں پڑھی ہے، عالم صاحب نے کہا وہ کون سی حدیث ہے؟ امام صاحب ایک کتاب اُٹھالائے اُردو میں ترجمہ لکھا ہوا تھا حدیث یہ تھی: ''مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ صَلٰوتَہٗ'' یعنی جب کوئی کسی قوم کی امامت کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی نماز ہلکی پڑھے، پہلے اُردو میں گول ''ی'' نہیں لکھتے تھے بلکہ ''ے'' لکھتے تھے، اس صورت میں امام صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے جو کوئی قوم کی امامت کرے اسے چاہیے کہ وہ اپنی نماز ہل کے پڑھے۔ اس انداز فکر کے لوگ ہر دَور میں رہے ہیں، قائل کے قول کا منشاء اور مراد کیا ہے؟ قائل سے پوچھنے کے بجائے پڑھنے والا ہی منشاء ومراد متعین کرے اور پھر اپنے غلط تجزیہ کی روشنی میں قائل کو گمراہ قرار دے تو اس کی یہ بات درست نہ ہوگی، لہٰذا اس قسم کی ذہنیت اور مزاج کے لوگ اکابر علمائے دیوبند کے ملفوظات، ارشادات، تحریر اور تقریر پر کفر اور شرک کا الزام لگاتے ہیں تو علمی منطقی کسوٹی پر کھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

SIR
COMPUTERS
....
H.O: RESHI BAZAR ISLAMABAD
Contact No's: 9419412525

نوٹ: اس شمارے میں شاملِ اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ

www.khanqah.in

www.khanqah.in

تعلیم اور سماجی خرابیاں -4

تعلیم برائے ملازمت: میکالے Macaulay, 1800-1859 (انگلستان) نے ہندوستان میں جو نظامِ تعلیم رائج کیا۔اس کا مقصد حکومت کو کاروبارِ حکومت چلانے کے لئے کلرک فراہم کرنا تھا۔دنیا میں شاید ہی کسی نے نظام تعلیم کا مقصد اتنا پست مقرر کیا ہو۔

تعلیم برائے مسرت: نیل Alexander Neli, 1883 (امریکہ) نے دعویٰ کیا ہے کہ تعلیم کا مقصد حصولِ مسرت ہے،کھیل کا مقصد بھی حصولِ مسرت ہے۔اس نقطۂ نظر سے کھیل بھی تعلیم ہے اور ہر کھلنڈر الڑکا تعلیم حاصل کر رہا ہے۔(ایضاً :ص ۱۱۵تا۱۲۲)

مغربی تعلیم کے اثرات: اب جب ایسے ملحدانہ اور بے دلیل اور غیر معقول نظریات کو سامنے رکھ کر تعلیمی نظام بنایا جائے تو ظاہر سی بات ہے اس کے نتائج اوراثرات کے بھیانک ہونے میں کوئی بعد نہیں ہو نا چاہئے۔محترم سید محمد سلیم صاحب بڑے پتے کی بات فرماتے ہیں: ''اللہ،انسان اور آخرت،انسانی زندگی کی اہم حقیقتیں ہیں۔فکر انسانی کی یہ تین اکائیاں ہیں۔ان کے متعلق رائے قائم کیے بغیر انسان کے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔خواہ یہ خیال آرائی بچکانہ ہو،دیو مالا کے افسانے ہوں،فلسفانہ افکار ہوں،مثبت ہوں یا منفی ہوں،یہی خیال آرائی یا افکار کا مجموعہ کسی قوم کا نظام تصورات Idealogy کہلاتا ہے۔''

کسی قوم کے نظام حیات کی تعمیر اس کے نظام تصورات کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔مغرب میں نظام حیات کی عمارت مغربی تصورات اور افکار کی بنیاد پر استوار ہوئی ہے۔ان افکار وخیالات کی اہمیت انسانی زندگی میں بہت زیادہ ہے۔اہل مغرب نے لادینی تحریک کے زیر اثر خدا اور آخرت کا انکار کر ڈالا۔اس نے ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو بری طرح مجروح کردیا۔انفرادی کردار اور باہمی روابط دونوں عدم استحکام اور عدم توازن کا شکار ہو گئے۔اس کے بعد اخلاقی زندگی کے لئے کوئی بساط باقی نہیں رہی۔عالم غیب اور غیر حسی حقیقتوں کا انکار کر دینے کے بعد اغراض وخواہشات،نمود ونمائش ان کے فکر وخیال کا محور بن گئے۔

اہل مغرب نے خدا،آخرت اور روحانیت کے متعلق جو منکرنہ نظریات پھیلائے ہیں،وہ سب بے بنیاد ہیں۔ان کا انداز غیر علمی ہے۔انہوں نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ان کی یہ جسارت خود عقل کے خلاف ہے۔اس طرزِ عمل سے نفس میں پوشیدہ مذہب بے زاری Theophobia کے جذبے کی تسکین تو ہوگئی،لیکن اس طرح انہوں نے عقلیت پرستی کے خود قائم کردہ اصولوں کی قطعی نفی کرڈالی۔اس غلط اقدام نے علم وآگہی کے قافلے کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا۔جس کے بعد آج تک انسانیت کا قافلہ بدبختی کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے۔(ایضاً:ص۶۹تا۷۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی صاحب فرماتے ہے: (میکالے کا) سب سے بڑا مشن یہ تھا کہ ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں کو اپنے سارے تہذیبی ورثے کے بارے میں شدید احساس کمتری کا شکار بنا کر ان کے دلوں پر مغرب کی ہمہ گیر بالادستی کا سکہ بٹھا دیا جائے،اورنئی نسل کو ہر ممکن طریقہ سے یہ یقین کرلینے پر مجبور کردیا جائے کہ اگر دنیا میں ترقی اور سربلندی چاہتے ہو تو اپنی فکر،اپنے فلسفے،اپنی تہذیب،اپنی معاشرت اور اپنے ماضی پر ایک حقارت بھری نظر ڈال کر مغرب کے پیچھے پیچھے آؤ اور اپنی زندگی کا ہر راستہ اسی کے نقوش قدم میں تلاش کرو۔'' (ہمارا نظام تعلیم ص ۴۸)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہے:''یہ مغربی نظام تعلیم درحقیقت مشرق اور اسلامی ممالک میں ایک گہرے قسم کی لیکن خاموش نسل کشی کے مرادف تھا،عقلائے مغرب نے پوری نسل کو جسمانی طور پر ہلاک کرنے کی فرسودہ اور بدنام طریقہ کو چھوڑ کر اس کو اپنے سانچے میں ڈھال لینے کا فیصلہ کیا اور اس کام کیلئے جابجا مراکز قائم کئے ،جن کو تعلیم گاہوں اور کالجوں کے نام سے موسوم کیا ''۔(مسلم ممالک میں مغربیت اور اسلامیت کی کشمکش:۲۴۷)

مریم جمیلہ فرماتی ہے: مسلمان ماں کو کسی بھی قیمت پر اپنے بچوں کو عسائی مشنری اسکول،یا کانونٹ کو بھیجنے راضی نہ ہونا چاہئے،جہاں ان بچوں کو پوری طرح اپنے مذہبی و معاشرتی ورثا سے الگ کر دیا جاتا ہے۔اگر چہ یہ بھی یقین کرنا چاہیے کہ سرکاری اسکول بھی کچھ زیادہ تسلی بخش سامان مہیا نہیں کرتے۔

(Islam and Women Today-10)

نومسلم مغربی مصنف محمد اسد فرماتے ہے: مسلم نوجوانوں کی مغربی تعلیم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر ایمان ویقین رکھنے اور اپنے آپ کو اس مخصوص الٰہی تمدن وتہذیب کا نمائندہ سمجھنے کے قابل نہ رکھے گی جو اسلام لے کر آیا ہے۔

اس کے بعد پھر آگے چل کر فرماتے ہیں: یعنی جو کچھ بھی ہو،اس میں شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ ''ان روشن خیالوں'' کے اندر دینی عقائد بڑی تیزی کے ساتھ کمزور ہوتے جارہے ہیں،جن کی تعلیم مغربی بنیادوں پر ہوئی ہے)۔پھر آگے ایک عجیب بات فرماتے ہیں کہ : ہماری (مسلمانوں کی) پوری تعلیمی پسماندگی اور بے بضاعتی ان مہلک اثرات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی جو دینی بنیادوں پر مغربی تعلیم کی اندھی تقلید کی وجہ سے مرتب ہوگے۔

(islam at the Cross Road P.100)

بعض بلکہ اکثر لوگ آج مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کا رونا روتے ہیں اور ان کو مشورہ دیتے ہے کہ جو کچھ بھی اور جیسا بھی بن پڑے وہ عصری علوم حاصل کریں ایسے لوگ محترم محمد اسد صاحب کی اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کے انہوں نے کیا فرمایا ہے؟ بلاشبہ پسماندگی بری چیز ہے مگر مغربی تعلیم پر اندھادھند فریفتہ ہونا اور اس کو جوں کا توں از اول تا آخر لیکر خوش ہو جانا،ایمان اور دینی بنیادوں پر کیا مہلک اثرات مرتب کرتا ہے؟اس کا موازنہ تعلیمی پسماندگی سے کیا جائے تو اس پسماندگی کی کوئی حیثیت نہ ہوگی بشرطیکہ ایمان واسلام کی قدر دل میں ہوں۔

مغرب نے تعلیم کو کاروبار بنا دیا ہے ،اسلام میں تعلیم خدمت اور مشن ہے،تعلیم کا مقصد ملازمت قرار دیا گیا،رات ورات امیر بننے کی خواہش پیدا کی ،عزت کا معیار دولت کو قرار دیا،سیکولرزم یعنی اسلامی مذہبی احکام سے بے اعتنائی اور دین کو محض چند رسوم ورواج کا مجموعہ سمجھا جانے لگا ، اورعقائد ، تجارت، معاشرت، اورمعیشت سیاست سے دین کو نکالا، اس کی جگہ انسان پرستی humanism اور موجودیت یعنی خدا کی جگہ انسان کو خود مختار بنا کر اس کی خدائی کا اعلان آخرت کے مقابلہ دنیوی زندگی پر اصرار،اور العیاذ باللہ خدا کے اقتدار کا خاتمہ سیکولرزم کے روپ میں مذہبی اور اخلاق کے بجائے مادہ اور جسم کو ترجیح دینے کے لئے مادہ پرستی

علم نحو سیکھئے -8

مولانا محمد طاہر قاسمی ۔اُستاذ سواءالسبیل

سوال: حرف کی علامتیں بیان کیجئے؟

جواب: حرف کی علامت یہ ہے کہ مسند اور مسند الیہ بنانا صحیح نہ ہو، نیز اسم اور فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت اس میں نہ پائی جائے،جیسے مِنْ ۔ (ہدایۃ النحو)

سوال: لفظ مِنْ کا حرف ہونا کیسے معلوم ہوا؟

جواب: لفظِ مِنْ کا حرف ہونا اس طرح معلوم ہوا کہ اپنا معنی بتانے میں دوسرے کا محتاج ہے،جس سے ابتداء ہوتی ہے،جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَ ۃِ یعنی میں چلا بصرہ سے۔جب مِنْ کے ساتھ بصرہ کو ملادیا تو اَب اس کا معنی پورے ہو گئے۔(ایضاً)

سوال: حرف کا فائدہ بیان کیجئے؟

جواب: حرف ربط کا فائدہ دیتا ہے۔ربط کی تین صورتیں ہیں،(۱) دو اِسموں کو ملانا۔ جیسے زَیْد فی الدّ ار میں لفظ فی نے آ کر زید اور دار دونوں اسموں میں ربط پیدا کر دیا۔(۲) اسم اور فعل کو ملانا۔جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ میں باء نے آ کر کتبت فعل کو القلم اسم سے ربط پیدا کر دیا۔(۳) دو فعلوں کو ملانا،جیسے اِنْ جاءَنی زیداً کرمتہ میں لفظ اِن شرطیہ نے آ کر جاءَنی فعل اور اکرمت فعل میں ربط پیدا کر دیا۔(ایضاً)

سوال: قَدْ نَصرَ فی اور اَلمدرسۃ الفاظ کو بتائیے کہ اس میں سے کون اسم،فعل اور حرف ہے؟ نیز اس کی علامت بھی بتائیے؟

جواب: قَدْ نَصرَ فعل ہے، کیونکہ یہ اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہے، نیز تینوں زمانوں میں سے زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے۔اور فعل کی علامتوں میں سے اس کے شروع میں لفظ قَد ہے۔ لفظِ فی حرف ہے، کیونکہ اپنا معنی بتانے میں دوسرے کا محتاج ہے،اسکی علامت یہ ہے کہ اسم اور فعل کی علامتوں میں سے اس میں کوئی علامت نہیں ہے۔اَلمدرسۃ اِسم ہے کیونکہ اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے لفظ کا محتاج نہیں ہے، نیز تینوں زمانوں میں سے اسمیں کوئی زمانہ بھی نہیں ہے،اور اسم کی علامتوں میں سے اس کے شروع میں الف لام ہے۔ (ایضاً)

سوال: مرکب (لفظ موضوع کی دوسری قسم) کسے کہتے ہیں؟

جواب: مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ لفظوں سے مل کر بنے، جیسے زید قائم میں زید اور قائم سے مل کر بنا ہے۔(نحو میر)

سوال: مرکب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: مرکب کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مرکب مفید۔(۲) مرکب غیر مفید۔

(۱) مرکب مفید:۔ وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا کوئی طلب معلوم ہو،جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ ۔زید کھڑا ہے۔

(۲) مرکب غیر مفید: وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا کوئی طلب معلوم نہ ہو، بالفاظ دیگر جس میں صرف مسند یا مسند الیہ ہو، جیسے فِی الْمَسْجِدِ ۔مسجد میں۔

سوال: مرکب مفید کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: مرکب مفید کی بھی دو قسمیں ہیں۔(۱) جملہ خبریہ۔(۲) جملہ انشائیہ۔

(۱) جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکے، جیسے قَالَ زیدٌ ، زید نے کہا۔(۲) جملہ انشائیہ وہ ہے جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکے۔جیسے اِضْرِبْ ۔مار تو۔

سوال: جملہ خبریہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں،(۱) اِسمیہ۔(۲) فعلیہ۔

(۱) جملہ اِسمیہ: وہ جملہ ہے جس میں پہلا جزءِ اسم ہو جیسے رَجُلٌ صَالِحٌ ۔میں رَجل پہلا جزء ہے اور یہ اسم ہے، اور صالح دوسرا جزء ہے۔اسکے پہلے جزء کو مسند الیہ اور دوسرے جزء کو مسند کہتے ہیں۔

(۲) جملہ فعلیہ: وہ جملہ ہے جس میں پہلا جزء فعل ہو، جیسے قَامَ زَیْدٌ میں قَامَ پہلا جزء ہے اور یہ فعل ہے، اور زید دوسرا جزء ہے اور یہ اسم ہے۔اور جملہ فعلیہ کو پہلے جزء کو فعل اور دوسرے جزء کو فاعل کہتے ہیں۔

www.khanqah.in

بقیہ: صفحہ آخر سے آگے..........

(materilism) کوفروغ دیا اور وحی اور عقل کو چھوڑ کر تجربیت (empirism) نتائجیت ایجابیت اور افادیت پسندی کو عام کیا، اسلام میں تجدید کی کوشش کرنا دین کو دنیوی ترقی کا ذریعہ نہ سمجھنا، مغربی نظریات کو عین اسلامی قرار دینا، یہ سمجھنا کہ سود کے بغیر معیشت نہیں چل سکتی، سگریٹ ونسوار پینا، فحش فلموں، گندے ڈراموں، اور گانوں کو گناہ نہ سمجھنا، مغربی لباس کو تفاخر کے طور پر پہننا، کھیل کود کو پیشہ اور مقصد حیات بنانا وغیرہ۔ (اسلامی اور تہذیب مغرب کی کشمکش)

عالمی سطح پر wto اور gat کے ذریعہ اقوام عالم کو ایک ایسی لادین اور سیکولرزم تعلیمی پالیسی میں شامل ہونے پر مجبور کردیا ہے جو محض معاشی حیوان پیدا کرسکتی ہے۔ (جاری)

بقیہ: صفحہ اوّل سے آگے..........

نابود ہوگئیں، ایک انسان اس امر کا اندازہ نہیں کرسکتا کہ ان قوموں سے قدرت نے کس قدر سخت انتقام لیا، اور اس طرح کی خوف ناک سزا کسی قوم کو اس وقت ہی ملتی ہے جب وہ جنسیت کے بارے میں مادر پدر آزاد رویہ اختیار کرلیتی ہے، یہاں اس امر کی صراحت شاید ضروری ہو کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں جنسی جذبے کی تسکین بے محابہ انداز میں کی جارہی ہے وہاں خاندانی نظام چوپٹ ہو کر رہ گیا ہے، ایسے حالات میں خاندان کا ادارہ جس کے ذریعے مستقبل کی نسل کی پرورش کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے قائم نہیں رہتا۔

اسلام میں انسان کی جسمانی، روحانی، عقلی اور جذباتی احساسات کی تمام تر ضروریات کو پیش نظر رکھا گیا ہے، قرآن کریم نے زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں چھوڑا جو انسانی زندگی کی کامیابی کے لیے ضروری نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحت وجوانی کے ساتھ ساتھ جنسی داعیہ بھی دیا ہے لہٰذا اس کو ختم کرنا یا اس سے جائز طریق پر استفادہ نہ کرنا منشائے الٰہی نہیں ہوسکتا، اسلام کے نزدیک کوئی ایسا کام جو انسانی زندگی میں انتہائی دنیوی سمجھا جاتا ہو اگر احکام خداوندی کے مطابق کیا جائے تو وہ ایک روحانی اور مذہبی عمل بن جاتا ہے حتی کہ میاں بیوی کے درمیان تعلق بھی ایک باعث ثواب عمل بن جاتا ہے، یہ اسلام کا ایک طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اس طرح باہم سمودیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

صدیوں تک ہندوؤں کے ساتھ رہنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام کو بھی ایک مذہب ہی سمجھا گیا جس کے معنی صرف عبادت (پوجاپاٹ) کے لیے چند ظاہری رسوم کی پیروی کرنا ہے، مغربی تعلیم وتہذیب کے زیر اثر یہ بات ہمارے ذہنوں میں راسخ ہوگئی کہ دنیاوی معاملات از قسم شادی بیاہ، لین دین، اخلاق اور زندگی کے دیگر مختلف پہلوؤں میں ہم آزاد ہیں کہ جس طرح چاہیں اپنی مرضی سے یا معاشرے میں مروجہ رسم ورواج کے مطابق عمل کریں، جو اسلامی تعلیمات اور اسوہ رسولؐ سے کوسوں دور ہی نہیں بلکہ متصادم بھی ہیں، اس جگہ اس امر کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ اسلام دنیا کے معروف معنوں میں کوئی مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کا طریقہ کار ہے، جس نے مسلمانوں کو زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی معاملات کے لیے واضح ہدایات دی ہیں۔ اسی طرح اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر قیامت تک کے انسانوں کے لیے ان کی جنسی زندگی کے لیے بھی ہدایت ورہنمائی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

مغل روڈ کے مضافات میں سیاحت کا فروغ

جموں// تاریخی مغل روڈ کے علاقہ میں ماحول دوست سیاحت کو فروغ دینے کیلئے ایک میگا بیوٹی فلیکشن کم ایکوڈیولپمنٹ پروگرام تیار کیا جارہا ہے جسکے تحت اس تاریخی سڑک کے ساتھ ساتھ واقع وسائل سے بھرپور جگہوں کو جاذبِ نظر بنائے جانے کے ساتھ ساتھ کوہِ پیمائی، رافٹنگ اور دیگر مہم جوئی سرگرمیوں کو بڑھاوا دیا جائے گا، یہ بات وزیر برائے ماحولیات وجنگلات میاں الطاف احمد نے جنگلات، وائلڈ لائف اور ایکوٹورازم سوسائٹی کے ممبروں وافسروں کی ایک مشترکہ میٹنگ کی صدارت کرتے ہوئے بتائی جو کہ مغل رڈ کے علاقے میں ایکوٹورازم کو ترقی دینے کیلئے ان محکموں کی طرف سے کئے جارہے اقدامات کا جائزہ لینے کیلئے طلب کی گئی تھی۔ اس موقع پر وزیر موصوف نے افسروں سے کہا کہ وہ علاقہ کے لوگوں کی نمائندگی کے ساتھ ایکوٹورازم سوسائٹیاں تشکیل دیں، اس مقصد کیلئے وزیر موصوف نے ایک مہینے کا وقت مقرر رکھا تاکہ قلیل مدتی اقدامات کو حتمی شکل دی جاسکے، جس میں پری فیبریکٹڈ ہٹس، بیت الخلاء بلاکوں، شیلٹر شیڈس اور موجودہ راستوں اور منظر گاہوں کی تعمیر کا کام شامل ہے، وزیر موصوف نے افسروں سے کہا کہ وہ سرگرمیوں کیلئے ایک معیاد مقرر کریں، انہوں نے یہ سبھی کام اِمسال اپریل سے شروع کرنے کی تلقین کی۔

عوامی تقسیم کاری وٹرانسپورٹ نظام کو بہتر بنانے کی ضرورت

سرینگر// ریاست کے عوام کو اجناس خوردنی کی فراہمی بروقت یقینی بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے وزیر برائے امور صارفین وعوامی تقسیم کاری وٹرانسپورٹ چودھری رمضان نے کہا ہے کہ محکمہ امور صارفین وعوامی تقسیم کاری کے نظام کو مزید بہتر بنانے کیلئے موئثر قدم اُٹھائے جارہے ہیں، وزیر موصوف نے جموں اور سرینگر کے شہروں میں ایل پی جی کی ہوم ڈیلوری کی ضرورت پر زور دیا، انہوں نے کہا کہ اسکے بعد ریاست کے قصبوں اور اضلاع صدر مقامات اور دیہی علاقوں میں ایل پی جی کی ہوم ڈیلوری کے نظام کو متعارف کیا جائیگا، وزیر موصوف سی اے اینڈ پی ڈی، ٹرانسپورٹ اور لیگل میٹرالوجی کے افسروں کی ایک میٹنگ سے خطاب کررہے تھے یہ میٹنگ ان محکموں کے کام کاج کا جائزہ لینے کیلئے بلائی گئی تھی، وزیر موصوف نے افسروں سے کہا کہ وہ سی اے اینڈ پی ڈی کی شبیہہ کو عوام میں بہتر بنائے رکھنے کیلئے موئثر قدم اُٹھائیں، وزیر نے سی اے اینڈ پی ڈی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹروں سے کہا کہ وہ یوٹیلائزیشن سرٹفکیٹ بروقت پیش کریں، انہوں نے ہدایات دیں کہ یوٹلائزیشن سرٹفکیٹ پیش کئے جانے کے بغیر اگلے مہینے کا راشن نہیں دیا جانا چاہیے اسکے علاوہ انہوں نے ضلع سطح پر کوپن ویری فلیکشن کی بھی ہدایات دیں۔ تیل خاکی کی سپلائی کے بارے میں وزیر نے حکم صادر کیا کہ تیل کمپنیوں سے حاصل ہونے والے تیل خاکی مکمل طور سے اضلاع کو بھیجنا چاہیے۔

OFFICE OF THE EXECUTIVE ENGINEER PHE DIVISION CHADOORA

GIST OF NIT No. 19/of PHEDC of 02/2013 (2012-13)

For and on behalf of the Governor of J&K State sealed tenders affixed with Rs. 5/- revenue stamps are invited from the registered/approved firm/ PWD contractors whose registration are valid for the current financial year in terms of standing rules for the works mentioned below.

1. Name of Work: Providing water supply facilites to various schools GPS Sheikh Mohallah Sursya GMS Kristwar, GMM School Gogipathri, GBH School Gogipathri, GPS Soipathri GPS Fresnag Bonen, GPS Buthwud GPS Bon Mohallah Kherigund, GBMS Kherigund, GMS Narpora, GPS SSA Uper MOhallah Chowdrigund, GMS Haji Watkuloo (Under School Progrmme).
Amount of Work: Rs. 1.46 lacs **E/Money:** Rs. 2920/- **Class : DEE Time of Compl:** 12 days **Cost of T.D:** Rs. 146/-

2. Name of Work: Providing water supply facilites to various schools viz. GBHS Hushroo GMS Hushroo Centre Valley Public School Panzan Middle School Kanir and Evergreen Public School Kanir (under school Programme).
Amount of Work: Rs. 0.60 lacs **E/Money:** Rs. 1200/- **Class : DEE Time of Compl:** 07 days **Cost of T.D:** Rs. 60/-

3. Name of Work: Providing water supply facilites to various schools viz. GPS Khandey MOhalla (Negoo) GPS Dadompora, GPS Gund I Rajab Hangoo, GMS Sursyar, GPS Wagam (under school Programme).

1. The tenders should reach this office of the Executive Engineer, on or before 06/03/2013 upto 2pm which shall be opened on the same date or any subsequent date convenient tot he opening authority. In case the opening date being declared as holiday/Hartal the tenders shall be received on the next working day.
2. The tender document will be issued by this office with effect from 01/3/2013 to 04/3/2013 upto 2pm subject to production of TIN/PAN No. & latest clearance Sales Tax Certificate from the sales Tax Department.
3. The tenders should cover their reates quoted with transparent tape & avoid writing/correction or otherwise tenders shall be rejected. In case be strictly quoted as per the unit advertised in the NIT/Rate List.
4. In case any delay in completion of work penalty upto 10% shall be imposed against the alloted cost.
5. All other terms and conditions shall remain same as laid down in Master NIT/PWD form 25.

DIPK-14550 **Executive Engineer**
Dated: 27/2/2013 **PHE Division Chadoora**

OFFICE OF THE EXECUTIVE ENGINEER PHE Mechanical DIVISION Srinagar

SHORT TERM TENDER NOTICE NIT No. PHE/Mech/78 Dated: 2/2013

For and on behalf of the Governor of J&K State sealed tenders affixed with Rs. 5/- revenue stamps are invited from reputed, registered and experienced contractors/firms for the works mentioned below.

1. Name of Work: Providing and fitting of Air release valve for 150mm, 100mm for WSS Lalla Ded Hospital Srinagar.
Estimated Cost : Rs. 2.30 lacs **E/Money:** Rs. 2% **Time of Compl:** 10 days **Document Fee:** Rs. 200/- **Position of Funds:** Demanded **Head of A/c:** 4210-Plan

2. Name of Work: Laying/fitting of departmental 125mm dia G I Pipe from OHT at iqbal Park to the New Block of L D Hospital.
Estimated Cost : Rs. 3.70 lacs **E/Money:** Rs. 2% **Time of Compl:** 10 days **Document Fee:** Rs. 400/- **Position of Funds:** Demanded **Head of A/c:** 4210-Plan

1. The tenders should reach this office of the Executive Engineer, PHE Mechanical Division Srinagar on or before 06/03/2013 upto 2pm. The tenders are advised to cost their tenders by hand. In case the date of receipt of tenders is declared as holiday/Hartal the tenders shall be received on the next working day.

The tenders shall be opened on the same day other convenient date by the undersinged in presence of contractor/firm who wished to be present at the time of tender opening. The detailed tender document can be had from office of the u/sd on any working day during office hours 4/3/3013 against the cash payment as specified above. The issuance of the T.D shall be considered in favour of those firms whose applications are supported with Fresh Self-attested copies of the following documents:-

1. Latest Sales Tax Clearance certificate or Sales Tax return (on Form-64) of the latest QUarter showing TIN no. there in.
2. Registration as contractor with J&K Sales Tax Department or Industries Department or any other competent Authority or as SSI unit in the relevant field. 3. Experience of having executed work of similar nature in the shape of Allotment order and completion certificate issued by the competent Authority (Not less than the rank of Executive Engineer).

The rates quoted by the contractor/firm shall remain valid for a period of six months from the date of opening of the tenders. the tenderers should quote their rates in the tender document issued from this office only and the rates quoted should be written in both figures and words against each item without any correction and duly covered by Transparent tape ambigtuous and conditional tenders shall be rejected outright.

The tender shall be accompanied with an earnest money as mentioned above in shape of CDR which shall be pledged in favour of the Executive Engineer PHE Mechanical Division Srinagar. The tenders recieved without CDR/Less CDR shal be rejected. All other terms and conditions shall remain the same as laid down in the PWD form 25 and 33 double leaf.

DIPK-14551 **Executive Engineer**
Dated: 27/2/2013 **PHE Mech. Division Srinagar**

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 09 | 08 March 2013 | Friday

Widely Circulated Weekly News Paper

MUBALLIG

Kashmir

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 09-03-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinagar
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

عصر حاضر اور ایمان کے ڈاکو

گذشتہ سے پیوستہ

مرحلۃ الاعداد: یعنی اسلامی تعلیمات سے مسلمانوں کو دور کرنے کی ابتدائی کوششیں اور تیاریاں ویسے تو مغرب کے ذہین افراد کیلئے اندلس میں فن وہنر میں مسلمانوں کے ساتھ زانوئے تلمذ طے کرنے کے بعد مغرب کی جانب لوٹتے ہیں، یعنی پندرھویں صدی سے اسلام کو ختم کر کے اپنا سکہ جمانے کی کوششیں شروع کردی تھی، مگر یہ کام اتنا آسان نہ تھا، لہٰذا ابتدائی مرحلے میں مغرب نے مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی، تا کہ آپس میں لڑ کر کمزور ہو جائے اور پھر ہم ان پر مسلط ہو جائیں، اس کے لیے انہوں نے قومیت کو ہوا دینا شروع کیا۔ صدیوں کی مسلسل محنت کے بعد وہ اس میں کامیاب ہوئے، اس طور پر کہ خلافت عثمانیہ کے زیر نگیں مختلف خطوں میں ''علاقایت'' اور ''قومیت''، ''لسانیت''، ''وطنیت'' ''عربیت'' ''ترکیت'' کے بوت پوجے جانے لگے؛ یہ سب آپ ہی آپ نہیں ہو رہا تھا، بلکہ ایک منصوبہ بند طریقہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرا جا رہا تھا؛ یہ سب اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے دوران ہو رہا تھا، یہاں تک کہ ایک ایک کر کے چند نا عاقبت اندیش منافق، مفاد پرست مسلمانوں ہی نے خلافت سے کٹنا شروع کر دیا، جس کا آغاز محمد علی سے ہوا اور اختتام ۱۹۲۳ء میں اتا ترک ملحد کے خلافت کے خاتمہ کی اعلان پر ہوا؛ جس نے ''ترکیت'' کا نعرہ لگایا اور چند عرب قوم پرست رہنماؤں نے ''عربیت'' کا نعرہ بلند کر کے مسلمانوں کو گمراہ کیا۔ اس طرح اسلامی متحدہ خلافت تقریباً پچاس حصوں میں بکھر کر رہ گئی، جو تاریخ اسلام کا سب سے بڑا المیہ شمار کیا جاتا ہے۔

مرحلہ استعمار: اب جب اہل کتاب نے دیکھا کہ ان کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور مسلمانوں کا اتحاد پاش پاش ہو چکا ہے، تو اس نے مسلمانوں کی کمزوری کا فائدہ اٹھانا چاہا، انگریز فرانس پرتغالی، یہ سب اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ صنعتی انقلاب کے بعد اسلامی ممالک میں داخل ہو ہی چکے تھے، اب آہستہ آہستہ انہوں نے اپنے قدم جمانے کے بعد ان اسلامی ملکوں پر قبضہ شروع کر دیا، پہلے حکومت میں دخیل ہوئے اور بعد میں موقعہ پا کر قابض ہو گئے، اس طرح بڑی تعداد میں اسلامی ممالک ان کے شکنجے میں آ گئے۔

اسلامی ممالک پر تسلط کے بعد سب سے پہلے انہوں نے مقبوضہ ممالک میں اسلامی قوانین کو ختم کر کے مغربی قوانین کو نافذ کر دیا اور اس کے بعد نصاب تعلیم کو سیکولر بنا دیا، جس سے مسلمانوں پر بڑے بدترین اثرات مرتب ہوئے، مسلمان جہاد سے دور ہو گئے، اسلامی غیرت وحمیت رخصت ہوگئی، نصاب تعلیم میں ''مادیت'' کو رائج کر دیا اور دوسری جانب مختلف اپنے ایجنٹوں کو کھڑا کیا، کہیں قادیانی کو، کہیں باب اللہ کو، کہیں بہاؤاللہ کو۔ اور ان کا مکمل مالی وقانونی تعاون کیا، کہیں جمال الدین افغانی، محمد عبدہ رفاعہ طہطاوی احمد امین، طہٰ حسین کو، کہیں سرسید، چراغ علی، غلام احمد پرویز، تمنا عمادی، عبداللہ چکڑالوی، عبداللہ جیسے راجپوری، محمد ابوریہ، عبدالرزاق وغیرہ کو کھڑا کیا اور ان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، کسی نے الوہیت کا دعویٰ کیا، کسی نے معجزات کا انکار کیا، کسی نے غیبیات کا انکار کیا، کسی نے حجیت حدیث کا انکار کیا، کسی نے جمہوریت کو خلافت پر ترجیح دی، کسی نے سرمایہ داریت کو اسلامی معیشت پر ترجیح دی، کسی نے اشتراکیت کو عین اسلام قرار دیا، کسی نے نظریۂ ارتقاء کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ یہ سب کچھ انیسویں صدی کے اواخر سے لے کر بیسویں صدی کے اوئل میں ہوا۔ گو ہر چہار جانب سے اسلام پر زوردار حملے ہوئے، ایک طرف میدان سیاست میں خلافت کے مقابلہ جمہوریت سے، دوسری جانب اسلامی نظامِ معیشت کے مقابلہ میں سرمایہ داریت سے، تیسری جانب تعلیم کے میدان علمِ دنیا سے، چوتھی جانب عقائد اور مذہب کے باب میں توحید وشریعت کے مقابلے میں الحاد، لا دینیت سیکولرزم، لبرلزم، ہیومزم، ملیٹر لزم (میرلزم)، فرائڈزم، ڈرونزم، دیموکریٹی وغیرہ سے حملے ہوئے؛ یہ سب در حقیقت ایمان ویقین میں تزلزل پیدا کرنے والے افکار ونظریات، قرآن وحدیث، فقہ، اصول، قواعد فقہ، تفسیر وغیرہ کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو اس جانب جانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، مگر ایک ماسٹر پلان کے ذریعہ تعلیم تحقیق ریسرچ تہذیب وثقافت کلچر کے نام پر اسے میڈیا کے ذریعہ خوب عام کیا گیا، یہاں تک کہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی مغربی افکار ونظریات کو مسلم قرار دیا جانے لگا اور اسلامی عقائد پر مسلمان بھی شک کی نگاہ سے دیکھنے لگا، فقہ بھی اس کے نزدیک دریابرد کرنے کے قابل قرار پایا اور ہر میدان میں مغربی کی غلامی، افکار میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، سینما، کالج اور اخبارات و جرائد کے ذریعہ عام کیے جانے لگے؛ اس طرح ان افکار نے ایمان واسلام کو وائرس اور دیمک کی طرح عام مسلمانوں کے دلوں میں کھوکھلا کر دیا۔

قادیانی، بہائی، بابی، نیچری، قرآنی جیسے فرقے کھڑے ہوئے، ان کی کوشش فریضۂ جہاد کے انکار کی رہی؛ یہ بات ان عام فرقوں میں قدرِ مشترک طور پر پائی جاتی ہے؛ اس لیے کہ یہ سب ایک ہی گروہ کی پروردہ تھے اور عقائد میں شکوک وشبہات کے بعد اور غیبیات کے انکار کے بعد، اس کا انکار کوئی بڑی بات نہ رہی، اس کے بعد آج بھی گوہر شاہی، وحید الدین خان، جاوید غامدی وغیرہ ہمیشہ اسی کوشش میں سرگرداں ہیں کہ امت جہاد کے لیے کھڑی نہ ہونے پائے۔

مرحلہ مابعد استعمار: اب ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، وہ وہ دور ہے جس میں اگرچہ اسلامی ممالک آزاد ہوئے ۶۰/ سے متجاوز ہو چکے، مگر اب تک فکری غلامی سے آزادی حاصل نہیں ہوئی، کیوں کہ مغرب ان اسلامی ممالک میں ایسی حکومتیں قائم کرتا ہے جو ممالک پورے طور پر مغرب کے باج گزار ہوتے ہیں مثلاً کمال (زوال) اتاترک، انور سادات، جمال عبدالناصر، اسد البشار، حسنی مبارک، بے نظیر بھٹو، حسینہ واجد، محمود عباس وغیرہ؛ یہ سب مغرب سے تعلیم یافتہ ہیں؛ یہ برائے نام مسلمان ہوئے ہیں؛ حقیقت کے اعتبار سے، شیوعیت وغیرہ کے حامی اور پرزور مؤید ہوئے ہیں؛ ان کو اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

کس طرح ایمان کو کمزور کیا گیا؟

(۱) مغرب عالم نے اپنے دورِ اقتدار میں عالم اسلام کے چپہ چپہ پر اپنے طرز کے اسکول کا نظام عام کر دیا، جس میں سائنس کے نام پر غیر مصدقہ سائنسی نظریات کی تعلیم پرائمری سے لے کر گریجویشن تک دی گئی اور اب بھی دی جارہی ہے مثلاً ''نظریۂ ڈارون'' ''نظریۂ فرائیڈ'' وغیرہ؛ ان نظریات کو تسلیم کرانے کے بعد مسلمان، مسلمان باقی نہیں رہتا، ایمان واسلام سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اسے اس کا احساس تک نہیں ہوتا، یہی ایمان کے لئے دیمک اور مہلک وائرس کے ہم معنی ہے۔

(۲) مغرب نے الحاد، بے دینی یا عیسائیت کی، عالم اسلام میں فروغ دینے کے لئے رفاہی امداد کا سہارا لیا، مالی امداد وخرچ وغیرہ امداد دے کر غریبوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی گئی اور کی جارہی ہے۔

(۳) ذہین اور مالدار مسلمان نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے مغرب کی کالجوں مثلاً آکسفورڈ کمبرتج وغیرہ لے جانا اور پھر وہاں ان کی ذہین سازی کرنا اور انہیں عیش کا عادی بنا کر اپنا ہمنوا کرنے کے بعد اپنے ملک کی سربراہی پر بیٹھا دینا، پھر اپنے تئیں اسے اپنا آلۂ کار بنا کر اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ان سے کام لینا۔

(۴) عالم اسلام کی نظام تعلیم پر خاص طور پر اور پورے عالم کے نظام تعلیم پر عام طور پر کڑی نگاہ رکھنا اور تعلیمی نصاب ایسا تجویز کرنا کہ جس سے طالب علم دین سے متنفر ہو جانے اور بے دینی کو ترجیح قرار دے مذہبی کی تاریخی توجیہ کرنا کہ پہلے مذہب نہیں مذہب بعد کی پیداوار ہے آخرت کوئی چیز نہیں اصل دنیا ہے اور مذہب ایک بڑا نجی مسئلہ ہے اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں تعلیم کو خدمت کے لے جانے کاروبار کے طور پر متعارف کروایا کھیل کود تعلیم کا جزو لاینفک قرار دیدیا وحی کا انکار اور عقل اور تجربہ کو حق وصداقت کے لئے معیار قرار دینا، دین کو دنیا کی ترقی کے لئے روڑا سمجھنا، اسلامی نظریات' کو مغربی نظریات کے تابع کرنا، آزادی کے نام پر دین میں نا اہل ہونے کے باوجود دخل اندازی کرنا، علماء اور دین پر عمل کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور یہ تصور کروانا کہ اسلام عصر حاضر کے مطابق نہیں، سود کو ترقی کے لئے لازم تصور کرنا، سنتوں کو قدیم عربی رسم ورواج کا نام دینا، اہل مغرب کو مذہب اور مسلمانوں کو غیر مذہب ثابت کرنا اور یہ باور کروانا کہ ترقی کا پورا مدار سائنس اور ٹیکنالوجی پر ہے؛ نماز کے لیے وقت نکالنا العیاذ باللہ تضیع اوقات کے مترادف ہے، زکوٰۃ اور ٹیکس کو ایک سمجھنا، قربانی، حج اور عمرہ میں خرچ کی جانے والی رقم کو بیکار سمجھنا، اس کے بجائے غریب، بیوہ کو رقم دینے کو صحیح سمجھنا، سیاست اور دین کو الگ الگ ثابت کرنا، پارلیمنٹ کو حلال وحرام کی اجازت دینا، الٰہی قانون کے بجائے وضعی اور خود ساختہ قانون کو ترجیح دینا، فیشن پرستی پر مبتلا کرنا، فوٹوگرافی کو معمولی تصور کروانا، ایسا لباس عام کرنا جس سے بدن کی ساخت ظاہر ہو جائے، عورت کو آزادی کے نام پر بے پردے کرنا، کلچر کے نام پر مختلف ڈیز کو رواج دینا، جیسے ویلنٹائن ڈے، برتھ ڈے وغیرہ، میوزک کو راحت روح تصور کروانا؛ یہ سب کچھ ہمارے معاشرے میں مابعد استعمار عام ہے، جس کو ہم روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، بل کہ مغرب اور حکومت کو خوش کرنے کے لیے، اب اگر کوئی ان مذکورہ امور کے خلاف لکھتا ہے تو جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو چھوڑیے، دنیا پرست علماء بھی اس کو سیکولرزم کے خلاف تصور کرتے ہیں اور ہمارے مخلص علماء بھی دبی دبی بات کرتے ہیں اور عین اسلام کے مطابق احکام کے بارے میں تاویلات شروع کر دیتے ہیں۔ یہ سب ایمان کو برباد کرنے کے راستے ہیں۔

(۵) میڈیا کے ذریعہ فحاشی، عریانی اور بے دینی کو عام کرنا ایسی ایسی فلمیں بنانا جس میں دینداروں کا مزاق اڑایا گیا ہو اور دین کے پرخچے کر دیے گئے ہوں، اسی میڈیا نے تخریب اخلاق و بے دینی کے عام کرنے میں سب سے بڑا رول ادا کیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تعلیم، تہذیب اور میڈیا گویا نام ہے اب دین کو برباد کرنے کا۔ اب بھی مسلمان بیدار ہو جائیں اور جان لیں کہ اصل آخرت ہے دنیا نہیں، اصل رضاء الٰہی ہے منصب نہیں، اصل دین ہے بے دینی نہیں؛ ان تمام مذکورہ راستوں سے اجتناب ایمان کو بچانے کے لیے لازم ہے

.اللہ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں ایمان کے ساتھ موت عطا فرمائے اور ہمارا حشر، قیامت کے دین، ابرار، انبیاء اور صلحاء کے ساتھ کرے۔ آمین یارب العالمین!